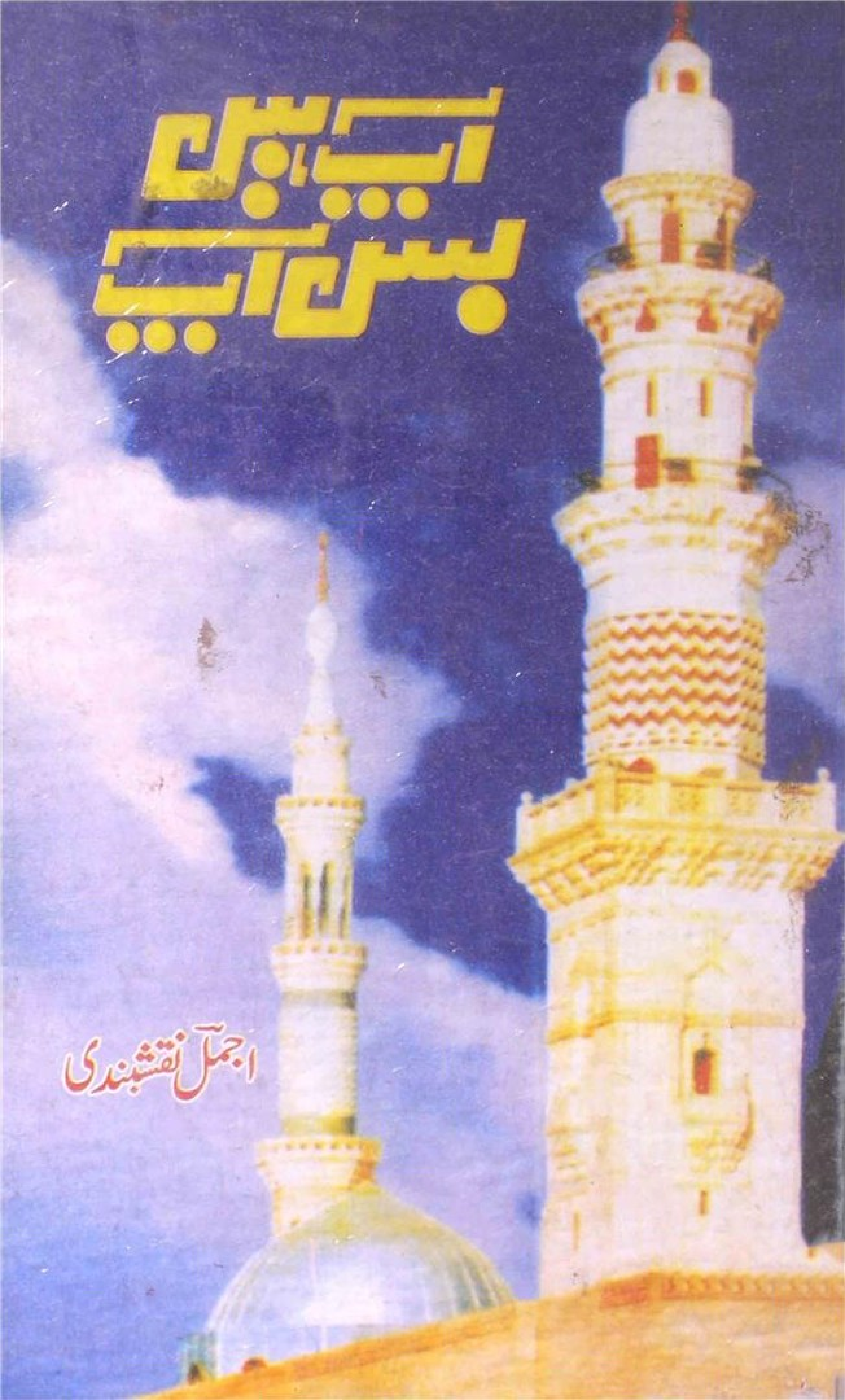
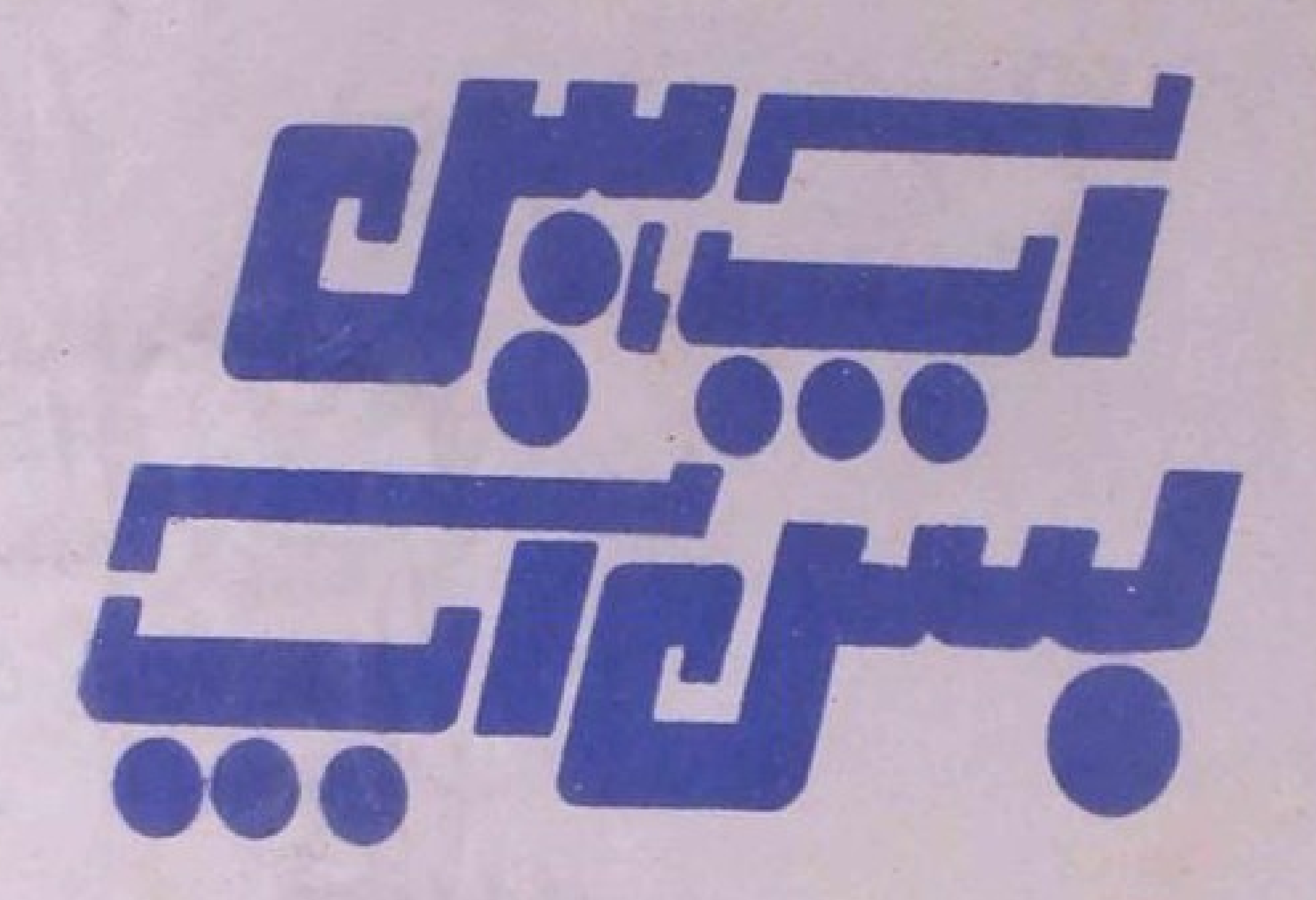

آپ ہیں
بس آپ
اجمل نقشبندی

نحمدہٗ ونصلّی علیٰ حبیبہ الکریم



مجموعۂ حمد و نعت

شاعر

اجمل نقشبندی

ناشر

حنا پبلیکیشنز۔ وائی ۳۔ نیو رنجیت نگر، نئی دہلی ۱۱۰۰۰۸

اے صلِّ علیٰ کن کی بنا آپ ہیں بس آپ
شاہنشہِ لولاک لَمَا آپ ہیں بس آپ

نام کتاب : آپ ہیں بس آپ
صنف : شاعری
موضوع : مدحت رسول صلی اللہ علیہ وسلم
مصنف : محمد بدرالدین اجمل
ادبی نام : اجمل نقشبندی
کتابت : کنور عبدالرحیم
ترتیب وتدوین : تزکیہ حجاب
سرورق : غیاث الدین
طباعت : ہیلی کون پریس نئی دہلی
سن اشاعت : ۲۰۰۶ء
تعداد : چار سو (۴۰۰ عدد)
قیمت : دعائے خیر
پتہ مصنف : "بیت الکامل" روڈ نمبر ۱۶، ذاکر نگر (ایسٹ) پوسٹ آزاد نگر، جمشید پور ۸۳۲۱۱۰ جھارکھنڈ بھارت
آبائی وطن : سپاہی محلہ پوسٹ نیالی، کٹک، اڑیسہ، بھارت
ناشر : حنا پبلیکیشنز۔ وائی ۳۔ نیو رنجیت نگر، نئی دہلی ۱۱۰۰۰۸ بھارت

(کسی بھی ادارے یا اکیڈمی کی مالی اعانت کے بغیر طبع)

انتساب

امت کی مادرِ مہربان حضرت بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے نام جن کی زبانِ مبارک سے احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم امت کے حق میں احسان عظیم کا درجہ رکھتی ہیں

بہ ظلِّ حمایت

فخرالعارفین حضرت الحاج الشاہ مقصود احمد نقشبندی مجددی ابراہیمی
ثم رامپوری علیہ الرحمۃ والرضوان



شمار نمبر	موضوعات / مصرع اولیٰ	صفحہ نمبر

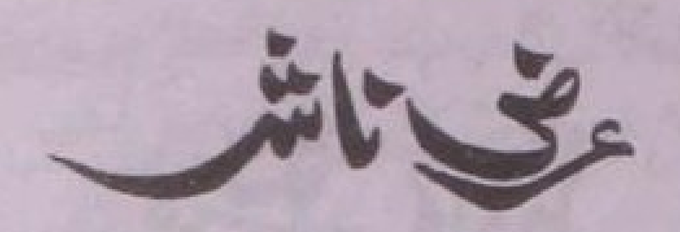


شمار نمبر	موضوعات / مصرع اولیٰ	صفحہ نمبر

شمار نمبر	موضوعات / مصرع اولیٰ	صفحہ نمبر

شمار نمبر	موضوعات / مصرع اولیٰ	صفحہ نمبر

شمار نمبر	موضوعات / مصرع اولیٰ	صفحہ نمبر



قارئین کرام!

زندگی کی گوناگوں مصروفیات خواہ ذاتی ہوں یا معاشی اتنی زیادہ ہوتی ہیں کہ انسان اکثر کم مائیگی کا رونا روتا ہے۔ چاہے وقت کی کم مائیگی ہو یا مالی تنگ دستی ہو ایسے میں وہ لوگ جو دنیا و آخرت دونوں میں منفعت بخش تجارت کر کے کامران اور کامیاب ہوتے ہیں، قابلِ تحسین ہیں۔ انہیں لوگوں میں محب گرامی اجمل نقشبندی بھی ہیں جو معاشی و ادبی مصروفیات کے علاوہ بھی وہ قیمتی لمحات زندگی سے نکال کر سرخرو ہو جاتے ہیں جن کے لئے خود انہوں نے ہی کہا ہے

قیمتی ہیں وہ زیست کے لمحات
جو تیری یاد میں گزارے ہیں

اور اگر یاد کا تعلق سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ہو تو دین و دنیا دونوں کے لئے قابل فخر ہے۔ آخرت کا سرمایہ ہے عقبیٰ کا توشہ ہے۔ یہ تعلق تو ہر امتی کو اپنے آقا سے ہونا چاہیئے اجمل نقشبندی ان بے بہا یادوں کا سرمایہ لخت لخت تمام شیدایانِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے درمیان نعتیہ کاوشوں کے وسیلے سے تقسیم کرتے چلے جا رہے ہیں اس عمل حسنہ میں آپ بھی شریک ہوں اور دارین کے ثواب کے حقدار ہوں۔

اس کارِ خیر میں میری شمولیت میرے لئے باعثِ افتخار ہے۔

والسلام

حفیظ الرحمن خاں

ناشر

پیش لفظ

"صنفِ نعت" ہمارے ادب کا قیمتی سرمایہ بھی ہے اور ہمارے ادب کی ایک منفرد شناخت بھی۔ اس کے قیمتی سرمایہ ہونے میں نہ کسی کو اختلاف ہو سکتا ہے۔ نہ اس کے لیے کسی دلیل کی ضرورت ہے۔ البتہ اسے ہمارے ادب کی ایک شناخت ثابت کرنے کے لئے اس صنفِ سخن کو وسیع معنوں میں دیکھنا ہوگا۔ اگر ہم نعت سے مراد وہ صنف سخن لیں جو کسی مذہبی پیشوا کی محبت سے سرشار ہو کر اس کی مدح میں کی گئی ہو تو یہ بات ہماری دوسری زبانوں میں نہیں ملتی۔ مثلاً زمانہ قدیم سے لے کر اب تک انگریزی کے بے شمار شاعر گزرے ہیں لیکن ان میں سے غالباً ایک بھی ایسا نہیں ہے جس نے اپنے فن کی اساس حضرت عیسیٰؑ کی مدح سرائی پر رکھی ہو۔ بلکہ میں کہوں گا کہ پورے مغربی ادب میں حضرت عیسیٰؑ کی مدحت میں جو کچھ نظمیں لکھی گئی ہیں وہ ہماری نعتوں کے مقابلے میں کیفیت و کمیت دونوں اعتبار سے کچھ بھی نہیں۔ البتہ سنسکرت اور ہندوستان کی دیگر علاقائی زبانوں کے کلاسیکل سرمایہ میں رام چندر جی اور کرشن جی کی تعریف میں بہت بڑا ادبی سرمایہ موجود ہے۔ لیکن ہندوؤں کے نظریہ تناسخ کی وجہ سے ان تمام ہستیوں کو بھگوان کے اوتار کے روپ میں قبول کیا گیا ہے۔ یعنی یہ نظمیں ہیں تو رام چندر جی اور کرشن جی کی تعریف میں لیکن شعراء کا اصل اشارہ معبودِ حقیقی کی طرف ہے اس طرح یہ بھجن "حمد و ثنا کے زمرے میں آتے ہیں۔ نعت کے زمرے میں نہیں۔ اور پھر بھجنوں میں روٹھنا، منانا، شکوہ شکایت سب جائز ہے۔ جبکہ ہم اردو والوں کو بہت ہی محتاط رہنا پڑتا ہے۔ کیونکہ ہمارے یہاں ان چیزوں کو گستاخی پر محمول کیا جاتا ہے۔ غرض کہ نعت ایک ایسی منفرد صنف سخن ہے: جس سے ہمارے ادب کی اپنی شناخت قائم ہوئی ہے۔

یہاں ایک اور بات قابل غور ہے۔ وہ یہ غلغلۂ جدیدیت کے دور میں نہ ہندو شاعر بھجن لکھتے ہیں نہ عیسائی شاعر عیسٰیؑ کی مدح سرائی میں نظمیں۔ لیکن یہ اردو کی ہی خصوصیت ہے کہ اکیسویں صدی کے در پہ کھڑے ہو کر بھی ہمارے شعراء زیادہ سے زیادہ تعداد میں اس طرف متوجہ ہو رہے ہیں۔ پاکستان اور دیگر مسلم ممالک کو جانے دیجئے خود ہندوستان میں گزشتہ دہائی میں جتنے نعتیہ مجموعۂ کلام چھپے شاید اس سے قبل اتنی تعداد میں نہیں چھپے! اس کا مطلب یہ ہوا کہ ہمارے عہد میں اس صنفِ سخن کی مقبولیت رفتہ رفتہ بڑھ رہی ہے اور اکیسویں صدی میں یہ سلسلہ اور بھی زور و ں سے جاری رہے گا۔

یوں تو ہمارے تقریباً تمام اساتذہ نے صنفِ نعت پر طبع آزمائی کی ہے لیکن ابھی تک ہمارے ادب میں نعت گوئی کا کوئی ضابطہ مقرر نہیں کیا گیا ہے۔ ایک نعت گو شاعر کسی خارجی دباؤ پر نعت نہیں کہتا بلکہ حبِ رسولؐ سے مغلوب ہو کر ایسا کرتا ہے۔ اسی لئے وہ کسی طرح کے ضابطے کا متحمل نہیں ہو سکتا۔ نعتوں کی عوامی حیثیت اس لئے مسلّم ہے کہ ہند و پاک کے طول و عرض میں پھیلے ہوئے تقریباً تمام علاقوں میں نعت گو شعراء نعتوں کی تخلیق میں منہمک ہیں اور ان کی نعتیں عوام کے دلوں میں گھر کرتی ہیں۔ لیکن نعتوں کی ایک ادبی حیثیت بھی ہوتی ہے۔ جس کے نقطۂ نظر سے تشبیہات و استعارات، تلمیحات اور شاعری کے دیگر لوازم پر ہی گفتگو ہونی چاہیے۔

اجمل نقشبندی کا تعلق سرزمین اڑیسہ سے ہے۔ جو ایک دور افتادہ علاقہ ہونے کے باوجود یہاں انیسویں صدی سے لے کر اب تک نعت گوئی کی عظیم روایت موجود ہے۔ یوں تو یہاں کے تقریباً ہر شاعر کے یہاں نعتیہ کلام مل جاتا ہے لیکن وہ شعراء جنہیں بنیادی طور پر نعت گو شعراء کہا جا سکتا ہے ان کے اسمائے گرامی ہیں۔ عبدالمجید بھوئیاں حیاؔ، سید محمد سلطان راجیؔ، ظہورالحق ظہوریؔ، شمس الحق شمسؔ، خاتم ہیراجپوریؔ عبدالرحیم احسنؔ، جان محمد حازمؔ، انور علی انورؔ، عبدالعزیز عاشقؔ، مولانا بخش شاہ مولاؔ، محبوب محشرؔ، اولادِ رسول قدسیؔ، خادم رسول عینیؔ، اثر نظامی اور ایوب ساحرؔ وغیرہ۔ انیسویں صدی کے شاعر عبدالمجید بھوئیاں حیاؔ کا ضخیم ترین شعری مجموعہ "دیوانِ حیا"، نول کشور پریس

سے شائع ہوا تھا۔

اجملؔ نقشبندی اسی سلسلے کی ایک اہم کڑی ہیں۔ یوں تو اجملؔ صاحب کی عمر کا بیشتر حصہ اڑیسہ سے باہر گزرا۔ جمشید پور میں حضرت جوہرؔ بلیاوی کے زیر سایہ ان کے فن کو نئی جلا ملی اور فی الحال الجبیل، سعودی عرب میں مقیم ہیں۔ لیکن موصوف اپنے آپ کو اڑیسہ کے نعت گو شعرا کی عظیم روایت سے منسلک کرنے میں فخر محسوس کرتے ہیں۔ ممکن ہے یہ سعادت مندی اور انکساری ان کے پیرو مرشد حضرت شاہ مقصود احمد نقشبندی کی ذہنی تربیت کا نتیجہ ہو۔ ورنہ میں اڑیسہ کے ایک ایسے شاعر کو جانتا ہوں جو لکھنؤ میں جا بسے اور لکھنوی شاعر کی حیثیت سے مشہور بھی ہوئے۔ حالانکہ ان کی زمین جائیداد اور رشتے دار اب بھی اڑیسہ میں موجود ہیں۔ وہ اپنے آپ کو اہل اڑیسہ قرار دینے میں شرم محسوس کرتے تھے (اب وہ بقید حیات نہیں ہیں) کہنے کی غرض یہ ہے کہ اجملؔ نقشبندی نے اپنے پیرو مرشد کی راہ پر چل کر تزکیۂ نفس اور اصلاح باطنی کے بہت سے صبر آزما مراحل طے کر لئے ہیں جس کی وجہ سے ان کی شخصیت و شاعری دونوں میں عاجزی و انکساری کے عناصر در آئے ہیں۔ یہ عاجزی و انکساری ان کے نعتیہ کلام سے بھی مترشح ہے۔

"آپ ہیں بس آپ" اجملؔ کا پانچواں نعتیہ مجموعہ ہے اس سے قبل ان کے چار مجموعے "صہبائے مدینہ" "حرف حرف روشنی، لفظ لفظ نور اور حضوری سے پہلے حضوری کے بعد کتابی شکل میں چھپ کر قبول عام کی سند حاصل کر چکے ہیں۔ لفظ لفظ نور میں اجملؔ صاحب نے اپنے پیرو مرشد کی یہ ہدایت درج کی ہے۔" نعت میں نہ رسول اکرمؐ کی رسالت و محبوبیت دائی متاثر ہو نہ ہی احد اور احمدؐ کے قرآنی امتیاز پر حرف آئے کیونکہ اس فکری بے اعتدالی سے نہ رسول اکرمؐ کی خوشنودی ممکن ہے نہ خداوند قدوس کی۔" ان چند جملوں میں حضرت شاہ مقصود احمد نقشبندی نے نہ جانے کتنی گہری بات کہہ دی ہے۔ ہمیں یہ دیکھ کر خوشی ہوتی ہے کہ اجملؔ صاحب نے اپنے پیرو مرشد کی ہدایت سے سرِ مو بھی تجاوز نہیں کیا۔ اس لئے ان کے یہاں کہیں بھی بے اعتدالی نہیں پائی جاتی۔ ان کا یہ فکری توازن و اعتدال دیگر نعت گو شعراء کے لئے یقیناً قابلِ تقلید ہے۔ اجملؔ صاحب کا نعتیہ کلام ایسا ہے کہ اسے دنیائے اسلام کا ہر فرقہ اپنی آنکھوں سے لگائے گا۔ کیونکہ اجملؔ صاحب نے اپنے آپ کو ہر طرح کے اختلافات سے

بلند و بالا رکھا اور طریقت کے پل صراط سے گزرتے ہوئے بھی شریعت کا دامن کبھی نہیں چھوڑا۔

ایک دفعہ جگن ناتھ آزاد نے مجھ سے کہا تھا کہ اقبال بحیثیت فلسفی، اقبال بحیثیت مصلح قوم، اقبال بحیثیت محب قوم، جیسے موضوعات پر تو بہت لکھا گیا ہے لیکن ہمارے ناقدوں نے اقبال بحیثیت شاعر جیسے موضوع پر بہت کم توجہ دی ہے۔ کسی تخلیقی فنکار کو سب سے پہلے شاعر ہونا چاہیئے اس کے بعد کچھ اور۔ یعنی اگر اس کے یہاں سب کچھ ہو لیکن وہی چیز نہ ہو جو فن شاعری کی میزان پر پوری اترے، تو یہ سمجھنا ہوگا کہ اس کے پاس کچھ بھی نہیں ہے۔ اس کے برعکس اگر اس کے پاس خالص شاعری ہو اور اس کے سوا کچھ بھی نہ ہو تو یہ سمجھنا ہوگا کہ اس کے پاس بہت کچھ ہے۔ میرا کہنا یہ ہے کہ اجمل نقشبندی کی نعت کے متعلق جتنے اکابر ادب نے اب تک اظہار خیال کیا ہے ان میں سے سبھوں نے بارگاہِ رسالت میں ان کے جذبۂ عقیدت اور حب رسول میں ان کی سرشاری کی داد دی ہے لیکن کسی نے ان نعتوں کی شاعرانہ قدر و قیمت متعین کرنے کی کوشش نہیں کی۔ اس لئے اب ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ ان کی نعتیں ادبی اعتبار سے کسی قابل ہیں کہ نہیں۔ یا یہ محض میلادوں، تقریروں، قوالیوں یا نعتیہ مشاعروں میں پڑھی جانے والی چیزیں ہیں۔ یہاں میں ایک بات واضح کر دوں کہ عوامی محفلوں کی اپنی اہمیت ہوتی ہے جس کا میں شروع سے قائل ہوں۔ جس وقت مسدس حالی شائع ہوا تو اسے پڑھ کر سرسید نے حالی کے نام ایک مکتوب میں اس بات کی خواہش ظاہر کی تھی کہ اسے قوال بھی پیش کریں اور ڈومنیاں بھی گائیں۔ انہوں نے آخر اس طرح کی خواہش کیوں کی تھی؟ اس لئے کہ وہ بھی عوامی محفلوں کے قائل تھے۔ لہٰذا اجمل نقشبندی نعتیہ مشاعروں میں اگر بے پناہ مقبول ہیں تو یہ اچھی بات ہے لیکن سوال یہ ہے کہ ادبی حلقوں کے ارباب انہیں ع۔ "تو بیا بیا مسافر تو ز خاصگان مائی" کہہ کر اپنے پاس بٹھائیں گے کہ نہیں؟ میں سمجھتا ہوں کہ انہیں ضرور ایسا کرنا چاہیئے بشرطیکہ وہ تعصب کا شیشہ اپنی آنکھوں پر نہ چڑھائیں۔

اجمل نقشبندی کے بیشتر نعتیہ اشعار سادگی میں پرکاری کا عمدہ نمونہ پیش کرتے ہیں۔ اسے ہمارے یہاں سہلِ ممتنع کی خوبی سے تعبیر کیا گیا ہے۔ ایسے اشعار میں تشبیہات و استعارات کی پیچیدگی نہیں ہوتی، بلکہ جذبات کی اضافی فراوانی کے پہلو بہ پہلو الفاظ کی منظم دروبست کی

وجہ سے مقناطیسی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے مثلاً۔

نبی کی عنایت کے صدقے ہیں آساں
سنا ہے کہ یہ راہِ مدحت کڑی ہے
فقط اک نگاہِ عنایت کی خاطر
درِ پاک پر ساری امت کھڑی ہے
نہ در سے میں لوٹوں گا اب ہاتھ خالی
اسی ضد پہ میری طبیعت اڑی ہے

بات تو سیدھی سادی ہے لیکن ان اشعار کی مقناطیسی کیفیت الفاظ کی مخصوص بندش اور کڑی ہے، کھڑی ہے، اڑی ہے جیسی ردیفوں کے استعمال کی وجہ سے ہے ان اشعار کے مجموعی تاثر کو مجروح کیے بغیر کسی بھی ایک لفظ کو اس کی جگہ سے ہٹایا نہیں جاسکتا۔ یہ شاعر کے فن کا کمال ہے۔

اجمل کی استعارہ سازی کی سحر آفرینی ذیل کے اشعار میں ملاحظ فرمائیے

حُبِ سرورؐ کا جو پھوٹے کوئی چشمہ دل میں
جسم کو چھوتی ہوئی رحمتِ باری گزرے

کفر کی تیرہ ہوا اپنی جگہ
دین کا روشن دیا اپنی جگہ
تتلیوں کی قبر جلتا رہگزار
اور اماں کا راستہ اپنی جگہ
گلستاں میں سردمہری کا عتاب
خوشبوؤں کا رابطہ اپنی جگہ

آگیا اس کے مقدر کا ستارہ اوج پر
خواب میں جس کو نظر روئے جمالی آگیا

بارشِ رحمت سے پھر سیراب کر دیجئے حضور
دہر میں اجملؔ کے دورِ خشک سالی آگیا

آپ نے غور کیا ہو گا کہ اجملؔ صاحب استعارہ سازی کے عمل میں رعایت لفظی کا خاص خیال رکھتے ہیں۔ رعایت لفظی دراصل رعایت معنوی ہوتی ہے۔ جس سے فکر و احساس کے کئی چشمے بیک وقت ابلتے ہیں۔

۱۔ میں پہلے مصرع کے "چشمہ" کا تعلق دوسرے مصرع کے "رحمت باری" سے ہے۔

۲۔ میں "تیرہ ہوا" کا "روشن دیا" سے گہرا تعلق ہے۔ لفظ تیرہ کا تعلق حسِ بصارت سے ہے۔ جبکہ ہوا کا تعلق حسِ لامسہ سے۔ بظاہر ہوا کبھی تیرہ نہیں ہو سکتی لیکن شاعر کی تخلیقی سطح پر متضاد چیزیں بھی مربوط ہو جاتی ہیں۔ اس لئے تیرہ ہوا کا پیکر امتزاجیت کی عمدہ مثال ہے۔ "تیرہ ہوا" اور "روشن دیا" میں تو صنعتِ تضاد ہے ہی لیکن یہ تضاد دو مخالف سمتوں میں اس طرح بنتا ہے۔

تیرہ ہوا ⇄ روشن دیا

روشنی کا کام ہے تیرگی دور کرنا اور ہوا کا کام ہے دیا بجھانا۔ یہاں گویا برقی رو کا سرکٹ CIRCUIT مکمل ہو جاتا ہے جس کی وجہ سے قاری کے ذہن میں کیفیت کی برق دوڑنے لگتی ہے۔ جو بالآخر مقناطیس کے علاقے MAGNETIC FIELD میں تبدیل ہو جاتی ہے۔

۳۔ میں بظاہر رعایت لفظی کا اہتمام نہیں ہے۔ لیکن سطح زیریں پر لفظ اماں کا تعلق "تتلیوں کی قبر" اور "جلتا ریگزار" کی ترکیب ضرور ہے۔ تتلی حسن کی علامت ہے اس لئے تتلیوں کی قبر سے مراد جمالیات کا زوال ہے۔ اسی طرح "جلتا ریگزار" کی ترکیب موجودہ حیات کی بے اطمینانی اور پریشاں مزاجی کی مظہر ہے۔ ان تراکیب کی رعایت سے "اماں کا راستہ" مناسب طور پر استعمال ہوا ہے۔ اسی طرح۔

۴۔ میں "گلستاں اور خوشبو" ۵۔ میں ستارہ اور روئے جمالی اور ۶۔ میں بارشِ رحمت اور دورِ خشک سالی جیسی ترکیبیں ذہن پر خوشگوار تاثرات چھوڑ جاتی ہیں۔

اجملؔ صاحب کے نعتیہ کلام سے "صنعتِ تضاد" کی چند اور خوبصورت مثالیں ملاحظہ فرمائیں۔

میں ذرہ اور صحرا آپ
میں اک قطرہ دریا آپ
بے سایہ ہیں پھر بھی کریں
دونوں جہاں پر سایہ آپ
علم مرا ناقص محدود
علم و فضل میں یکتا آپ
میں کہ تہی دامن تسلیم
میرا کل سرمایہ آپ

میں اپنے کئی مضامین میں یہ بات دوہرا چکا ہوں کہ شاعری میں تشبیہات و استعارات کی طرح تلمیحات کی بڑی اہمیت رہی ہے۔ کیونکہ تلمیحات سے ذہن قاری میں واقعات و تصورات کی پھلجھڑیاں پھوٹنے لگتی ہیں یعنی تلمیحات، تشبیہات و استعارات کا بدل بن سکتی ہیں۔ آپ کو یقین نہ ہو تو سنسکرت و عربی اور فارسی کا کلاسیکل سرمایہ دیکھ لیجئے۔ اجملؔ نقشبندی نے بھی تلمیحات سے خاطر خواہ استفادہ لیا ہے۔ چند مثالیں ملاحظہ فرمائیے۔

قمر دو پارہ ہو، سورج پلٹ آئے اشارے پر
فلک پر ان کی مرضی گر نہ ہو گردش نہیں ہوتی

اشجار ہوں سجدے میں مٹھی میں حجر بولیں
خورشید پلٹ آئے مہتاب دو پارہ ہو

لے کے دل میں جذبۂ عشقِ بلالی آگیا
پھر حضوری کی نئی صورت نکالی آگیا

اجمل نے غزل کے فارم میں جو نعتیں کہی ہیں ان میں نئی نئی ردیفوں اور نئے نئے قافیوں سے نئی بات پیدا کرنے کی کوشش کی ہے جو ان کی تخلیقی بصیرت اور جدت فکر و فن پر دال ہے۔ مثلاً۔

قسمت ہوئی ہے خواب میں بیدار صبح صبح
دیکھا ہے روئے سید الابرار صبح صبح

معبود میرا جیسے ہے غفار فقط ایک
ہیں میرے نبی سید الابرار فقط ایک

صد شوق احترام خشوع و خضوع سے
الفت نبی کی ہے مرے دل میں شروع سے

اللہ دینے والا ہے بندے یقیں سے مانگ
جو مانگنا ہے واسطۂ شاہِ دیں سے مانگ

اس طرح کے ردیف قافیہ کو نباہنا کوئی معمولی بات نہیں! اجمل اپنی اس کوشش میں کامیاب نظر آتے ہیں۔

انہوں نے ایک ایسی نعت بھی کہی ہے جس کا پہلا رکن ہی قافیہ ہے اور باقی حصہ ردیف۔ یہ بھی اجمل کا ایک نیا تجربہ ہے۔ ملاحظہ فرمائیے۔

مرحبا آپ کا ذکر آپ کی یاد آپ کا نام
سرورا آپ کا ذکر آپ کی یاد آپ کا نام
مرضِ عشق کے بیمار کے حق میں سرکار!
ہے دوا آپ کا ذکر آپ کی یاد آپ کا نام

اس قسم کی غزل کہنی کتنی مشکل ہے، یہ بات وہی لوگ محسوس کر سکتے ہیں جو اس میدان کے شہسوار ہیں۔

اجمل نے مربع مخمس، مسدس رباعی کے علاوہ سائینٹ ہائیکو آزاد نظم کے فارم میں بھی اپنے جذبہ عقیدت کا اظہار کیا ہے۔ ان کے سائینٹ "روشنی" نے مجھے بطورِ خاص متاثر کیا۔ ان کی آزاد نظم "راستہ خیر کا" کا آخری بند ملاحظ فرمائیے۔

وہ بھی اک روشنی
رہبری جس نے کی
جس سے مجھ کو ملی زندگی آگہی
اور جس نے مجھے
تیرگی سے گناہوں کی باہر کیا
لطف مجھ پر کیا
قلب روشن کیا
پھر مجھے پھیر کر خیر کی راہ پر
گامزن کر دیا اور میں کہہ اٹھا
اے سراپا عطا عکس نورِ خدا
مصطفٰی، مجتبیٰ
اک ترا ہے فقط
راستہ خیر کا
راستہ خیر کا

میرا خیال ہے کہ ہمارے نعت گو شعراء کو اس قسم کی اثر انگیز آزاد نظموں کی جانب بھی توجہ مرکوز کرنی چاہیئے۔

اجمل نے صنعت ذوقافیتین کا بھی تجربہ کیا ہے۔ مثلاً نظم "مدینے کی حضوری" کا پہلا بند لیجئے۔

دل میں دیدار کی تھی چاہ بڑی
تھی مسافت طویل، راہ کڑی
تھی وہ مقبول بے پناہ گھڑی
سبز گنبد پہ جب نگاہ پڑی

سامنے پاؤں بے قیود بڑھے
لب نے بے ساختہ درود پڑھے

یہاں چاہ، راہ، پناہ، نگاہ، ہم قافیہ ہیں اور بڑی، کڑی، گھڑی، پڑی ہم قافیہ ہیں۔ اسی طرح قیود اور درود ہم قافیہ ہیں اور بڑھے، چڑھے ہم قافیہ ہیں۔ اس طرح ان کی نعت جس کا مطلع ہے۔

خدا کا کرم ہے سعادت بڑی ہے
یہ جو نعت کہنے کی عادت پڑی ہے

بھی صنعت ذوقافیتین میں ہے۔

اجملؔ نے اپنی بعض نعتوں میں دلّی کی کرخنداری زبان کو اپناتے ہوئے نہیں کو نئیں کے طور پر استعمال کیا ہے مثلاً۔

جس کے دل میں نبی کی الفت نئیں
اس کو حاصل خدا کی قربت نئیں

شہِ کون ومکاں کی نکہتوں سے
شام جاں معطر ہے کہ نئیں ہے

محمد مصطفےٰ سا مصطفےٰ نئیں
نہیں ہے اور نہ ہوگا اور ہوا نئیں

اجملؔ سے پہلے شجاع خاور اور عنوان چشتی اپنی اپنی غزلوں میں اس قسم کی زبان کا استعمال کر چکے ہیں لیکن اجملؔ نقشبندی غالباً پہلے شاعر ہیں جنھوں نے نعت کے لئے اس قسم کی زبان کا استعمال کیا ہے۔

غرض کہ اجملؔ نقشبندی کی نعتیں عوام وخواص دونوں طبقوں کے لئے دلچسپی کا سامان رکھتی ہیں۔ موصوف فن شاعری کے تقریباً تمام رموزِ نکات سے آگاہ ہیں اور ان کی بے پناہ تخلیقیت (شریعت وطریقت کی حد بندیوں کے باوجود) فن نعت گوئی میں گوناگوں شعری

تجربات پر سانہیں مہمیز کرتی ہے۔

لیکن یہ بھی سچ ہے کہ نعت میں کیف و اثر کا پہلو محض فنی رموز و نکات کے عرفان سے پیدا نہیں ہوتا۔ اس لئے حب رسول کا صادق ہونا ضروری ہے۔ ہمارے ادب میں ایسے ہندو شاعروں کی ایسی طویل فہرست موجود ہے جنہوں نے آقائے دو عالم کی شان میں بڑی اثر انگیز نعتیں کہی ہیں۔ ایسا کیوں نہ ہو؟ ہمارے آقا صحیح معنوں میں رحمت اللعالمین تھے اور ان کے فیوض سے مسلم غیر مسلم سبھی یکساں طور پر مستفید ہوتے ہیں اور ان فیوض کی برکات کا ذکر اپنی شاعری میں بار بار کرتے ہیں۔ اجمل نقشبندی کا یہ قول مبنی بر صداقت ہے کہ ؎

اجمل فقط کرم سے شہِ دیں کے ہوگی نعت
جودت سے فکر کی نہ تو فن کے رجوع سے

کرامت علی کرامت
۲۱ را پریل ۹۸ء

رحمت علی بلڈنگ، دیوان بازار، کٹک، اڑیسہ
بھارت

نعتیہ شاعری میں اصنافِ سخن کی جلوہ سامانیاں

اجمل نقشبندی کے نعتیہ مجموعوں کی تعداد تقریباً نصف درجن ہو گئی ہے اس بات سے شاعر کے اس والہانہ شغف کا اندازہ ہوتا ہے جو اسے مدحتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے۔ زیرِ نظر مجموعۂ نعت میں شاعری کی قدیم اصناف کے ساتھ ساتھ جدید عہد میں متعارف ہونے والی نئی اصناف میں بھی نعتیہ مضامین کی تاب و تب نظر آتی ہے۔ شاعر کا یہ رجحان جذبے سے اسلوب کی طرف جست کی عکاسی کرتا ہے۔

ابتدا میں "حمدیئے" ہائیکو یا ہائیک کی ہیت فارم میں ہیں۔ ان میں ہائیک کی مروجہ بحر پانچ سات پانچ کی پابندی کی گئی ہے۔ مافیہ CONTENT کے حوالے سے ایک ہائیک پیش خدمت ہے جس میں شاعر نے امتِ مسلمہ کی تاریخ بھی رقم کر دی ہے اور بیدار مغزوں کی قلبی بے چینی اور اضطرابِ دروں کو بھی سمو دیا ہے۔ کرب کے باوجود تعبیروں کی کھوج کا عمل رکا نہیں ہے۔ یہ رجائیت بھی بین السطور میں رقم ہو گئی ہے۔

اے ربّ الارباب!
تعبیروں کی کھوج میں ہم ہیں
صدیوں سے بے خواب!

اس ہائیک کی قرأت READING سے احساس کا جو تموّج پیدا ہوتا ہے۔ کتاب کی خواندگی کے مرحلے میں وہ حرف بہ حرف اور لفظ بہ لفظ بڑھتا ہی جاتا ہے۔

نعتیہ شاعری کے ضمن میں شعریت (اسلوب یا STYLE) اور شریعت (مافیہ کلام یا CONTENT دونوں کا توافق HARMONY ضروری ہے اجمل کے کلام سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ شعریت اور شریعت کا امتزاج پیدا کرنے کی کوشش کرتے

ہیں۔ شاعرِ موصوف نے دعا کی ہے۔

مری سرشت ترے مصطفٰے کی سنت ہو
مرے خیال کو حسنِ خیال دے اللہ

"حضوری سے پہلے حضوری کے بعد" میں شامل تقاریظ سے پتہ چلتا ہے اور شاعر کی تصویر سے بھی ظاہر ہوتا ہے کہ ان کی شخصیت پر مصرعِ اولیٰ کی قبولیت کے اثرات بحسن و خوبی مرتب ہونے لگے ہیں رہا حسنِ خیال کا معاملہ تو اس کے ثبوت میں یہی بات کہی جا سکتی ہے کہ جس شاعر کے خیال کا مرکزی نقطہ ہی طیبہ کی سرزمین ٹھہرے اس کے خیال میں حسن پیدا نہ ہونے کا گمان بھی سوئے ادب ہے۔

ماہیئے میں بھی اجمل صاحب نے طبع آزمائی کی ہے۔ اس صنف میں بھی ان کے بیان کا بانکپن دیدنی ہے۔

سرچشمۂ رحمت ہے
لاریب مدینہ ہی
عشاق کی جنّت ہے

سائینٹ کی صنف مغربی ادب سے اردو میں آئی ہے۔ اردو میں سائینٹ لکھے تو گئے ہیں لیکن زیادہ مقبول نہیں ہو سکے۔ نعت نگاروں نے بھی سائینٹ کے فارم میں عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے اظہار کی کوششیں کی ہیں۔ زیرِ نظر کتاب میں بھی چند سائینٹ ہیں جن کا اسلوب شگفتہ ہے اور جو متن TEXT کے حوالے سے بھی لائقِ توجہ ہیں کیونکہ ان میں سیرتِ محبوب رب العالمین کی تنویریں، تاریخِ اسلام کی جھلکیاں اور بعثت رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم سے عالم انسانی کو پہنچنے والے فیضان کا تذکرہ ہے۔ ایک سائینٹ "روشنی"۔

دہر میں ہر طرف تھی تاریکی
تیرہ بختی کا سخت موسم تھا
ظلمتوں، نفرتوں کا عالم تھا
بحرِ ظلمات، ارض گیتی تھی

مہر الفت، خلوص، پیار وفا
ہو گیا تھا جہان سے مفقود
بربریت کی انتہا کے سوا
نسلِ آدم میں کچھ نہ تھا موجود

ایسے میں اک کرن محبت کی
کوہ فاراں کی پشت سے پھوٹی
چاک جس نے ردائے ظلمت کی
ہر طرف تیز روشنی پھیلی

میرا اس تیز روشنی کو سلام
یعنی اللہ کے نبی کو سلام

اسی طرح آزاد نظم FREE VERSE جسے نعت گو شعراء نے کم اپنایا ہے۔ اجمل نقشبندی کے اس نعتیہ مجموعے کی زینت بنی ہے۔
یہ کوشش بھی خاصی کامیاب ہے۔ اس نظم میں طالبِ خیر کی تڑپ اور طلب کے ساتھ ساتھ انکشاف حقیقت کا پرتو بھی ہے اور ہادیٔ برحق رسولِ رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے انسانیت کو حاصل ہونے والی طمانیت کا احساس بھی۔

پھر مجھے پھیر کر خیر کی راہ پر
گامزن کر دیا اور میں کہہ اٹھا
اے سراپا عطا! عکسِ نورِ خدا!
مصطفٰے، مجتبیٰ!!
اک تیرا ہے فقط
راستہ خیر کا
راستہ خیر کا!

قدیم اصناف سخن میں غزل کی ہئیت میں بہت سی نعتیں ہیں جن کا مزاج غزل کی روایت سے ہم آہنگ ہے۔ ان نعتیہ غزلوں میں جذبۂ عشقِ نبوی بڑی سادگی سے جزو ہنر بن گیا ہے۔ غزل کے دو مصرعوں میں نقش گری کرنے والے شعرا بعض اوقات ایسے اشعار کہہ جاتے ہیں جن میں انسانی حافظے پر نقش ہو جانے کی خوبی ہوتی ہے۔ اجملؔ صاحب کے بھی اشعار اس خصوصیت کے حامل ہیں مثلاً۔

مدحِ سرکار میں یوں عمر ہماری گزرے
جیسے حسانؓ نے جامیؒ نے گزاری گزرے

کوئی شب ان کے تصور سے نہ گزرے خالی
کوئی شب ان کے نہ دیدار سے عاری گزرے

دل کی بے راہ روی بے جہتی ناممکن
رہنما آپ کا ذکر، آپ کی یاد، آپ کا نام

جس کے دل میں نبی کی الفت نئیں
اس کو حاصل خدا کی قربت نئیں

نبی کی عنایت کے صدقے ہے آساں
سنا ہے کہ یہ راہِ مدحت کڑی ہے

کفر کی تیرہ ہوا اپنی جگہ
دین کا روشن دیا اپنی جگہ

میں ذرہ اور صحرا آپ ـــــ میں اک قطرہ دریا آپ

پڑھئے ان پر درود ادب کے ساتھ
نام جن کا ہے نام رب کے ساتھ

ہر وقت مدحتوں کے اجالوں میں گم رہوں
محبوبِ کبریا کے خیالوں میں گم رہوں

درج بالا اشعار غزل کی شگفتہ بیانی فصاحت اور سلاست کے باعث حافظ میں محفوظ ہو جانے کی قوت رکھتے ہیں۔

اس کتاب میں مسدس، مخمس اور رباعیات بھی ہیں۔ ان اصناف کی موجودگی سے اندازہ ہوتا ہے کہ اجمل نقشبندی اصناف کو وسیلۂ اظہار بنانے پر قادر بھی ہیں۔

اجمل نقشبندی نے بزمِ مدحت گزاراں میں داخل ہوتے ہوئے شعری زیادہ سے زیادہ ہیئتوں کو رفعت مضمون سے ہمکنار کیا ہے۔ انہیں یہ بھی سعادت حاصل ہے کہ ان کا توسنِ خیال زیادہ تر حمد و نعت ہی کی مقدس وادیوں میں اپنی جولانیاں دکھاتا ہے اور اس سے بڑی سعادت یہ ہے کہ ان کا کلام عقیدے اور عقیدت کا لائق تحسین امتزاج نظر آتا ہے۔

عزیز احسن
۱۲ ربیع الثانی ۱۴۲۰ھ
۲۷ جولائی ۱۹۹۹ء
۶۸۔ انارکلی سوسائٹی عزیز آباد ۲ فیڈرل بی ایریا
کراچی، پاکستان

آپ ہی بس آپ

صلی اللہ علیہ وسلم

الحمد للہ اجمل الخالقین والصلوٰۃ والسلام علیٰ افضل الانبیاء واکمل المرسلین وعلیٰ آلہ الھداۃ واصحابہ المھتدین ط امابعد!

شاعری کے محرک کئی اقسام کے جذبات واحساسات ہوتے ہیں جن کے تناظر میں شاعری جنم لیتی ہے کہیں یہ جذبات شدت کے ساتھ توارد ہوتے ہیں تو کہیں وجدان کے روپ میں تشکیل ہوتے ہیں مگر ان میں سب سے قوی اور دیرپا جذبہ یقینی طور پر محبت کا جذبہ ہوتا ہے۔ جب یہ جذبہ اشعار کے روپ میں تخلیق ہوتا ہے۔ تو قوس وقزح کی طرح کئی رنگوں کا امتزاج ہوجاتا ہے اور ہر رنگ کی اپنی ایک الگ پہچان ہوتی ہے۔ ہر رنگ موقع کی مناسبت سے ایک الگ شناخت قائم کرتا ہے۔ رنگ کوئی ہو پہچان کوئی ہو مگر ہر رنگ حسین اور دلکش ہونے کے باوجود اپنی اصل سے وابستہ رہتا ہے۔ شاعری کے ذریعے جب انسان محبت کے جذبے کی تخلیق کرتا ہے تو کہیں یہ جذبہ مثالی ہوجاتا ہے کہیں اس سے بھی بلند یعنی ارفع واعلیٰ۔ محبت کی سب سے بلند ترین سطح اللہ اور اس کے رسولؐ سے محبت ہے۔ شاعری کی زبان میں اسے حمد ونعت گوئی کہا جاتا ہے۔

شاید یہی وجہ ہے کہ اردو شاعری میں حمد ونعت قدما سے چلی آئی ہیں مقام شکر ہے کہ آج بھی حمد ونعت گویان رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک عظیم کارواں رواں، دواں ہے۔ قابل ستائش ہیں وہ شعراء جو دلوں میں محبتِ رسول کی شمع سے چراغاں کئے ہوئے ہیں۔ اور اس کارِخیر میں عملی طور پر شریک ہیں لیکن اس سے مدحتِ رسول کی تخلیق اس وقت تک نہیں ہوسکتی جب تک کہ مداح، واقفِ رسول ہونے سے زیادہ وقفِ رسول نہ ہوجائے۔ اس کے دل میں رسول کی محبت سب سے زیادہ نہ ہوجائے۔

نعتِ رسول پاک کی تخلیق کے لئے
الفت ہے سب سے پہلے ضروری حضور کی

وہ قربت واقفِ سرکار ہونے سے نہیں ملتی
جو قربت وقف ہو جانے میں ہے سرکار کی خاطر

محبتِ رسول کے بغیر ایمان کامل ہو ہی نہیں سکتا۔ یہی وجہ ہے کہ ہر مسلمان اس جذبے کے اظہار کے لئے مختلف النوع طریقوں کی مدد حاصل کرتا ہے نعت کا شاعر ایک دانش ور ہی نہیں ایک مبلغ اور ایک ہادی کا درجہ رکھتا ہے جو اپنے اشعار سے سیرت و سنت کی روشنی عالم میں پھیلاتا ہے۔ سامع اور قاری ان اشعار و افکار سے استفادہ کرتے ہیں اور دلوں کو نورِ ایمان سے منور و مشرف کرتے ہیں۔ اللہ کا شکر و احسان ہے کہ مجھ ہیچمداں کا نام بھی ان مدح خوانِ رسول میں شامل ہے۔ آج سے تقریباً تیس سال پہلے یعنی ثانوی تعلیم کی تکمیل کے دوران ہی یہ شوق پروان چڑھا اس دور کے مطابق گھر میں والدین کی موجودگی میں تمام افرادِ خانہ ذوق و شوق سے ہر جمعرات کی شام میلاد شریف یا نور نامہ پڑھا کرتے تھے۔ والد مرحوم کو مدحیہ شاعری سے شغف تھا۔ اس موقع سے الفاظ و تلفظ کی درستگی فرماتے جاتے تھے۔ والدین کی نگرانی اور دعاؤں کے سائے میں نہ جانے کب نعت کے اشعار پڑھتے پڑھتے، کہنا شروع کیا۔ والد مرحوم نے پذیرائی کی۔ بڑے بھائی محمد شمس الدین اکمل نے حوصلہ دیا۔ اور یہ شوق پروان چڑھتا گیا۔ چونکہ تقریباً نو سال کی عمر سے ہی جلسوں میں نعت پڑھنے کا موقع ملا اس وجہ سے کہنے اور پڑھنے میں کبھی کوئی دشواری پیش نہیں آئی۔

۱۹۸۲ء میں باقاعدہ طور پر حضرت جوہر بلیاوی سے منسلک ہو گیا۔ اس موقع پر حضرت سید بدرالزماں مائل مرحوم کا ذکر ضروری سمجھتا ہوں کہ سب سے پہلے ان کے پاس نعتوں کی بیاض لے کر گیا۔ انہوں نے کمالِ شفقت سے نوازا۔ کیونکہ وہ نہ صرف والد مرحوم کے ہم عصر و ہم عمر تھے بلکہ ایک ہی اسکول میں ٹیچر شپ بھی کرتے تھے انہیں کی ہدایت پر حضرت جوہر بلیاوی کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کیا۔ چونکہ پروفیسر سید احمد شمیم کالج میں

اردو کے پروفیسر رہ چکے تھے ان سے بھی ملاقات کی انہوں نے بھی حوصلہ افزائی کی،
اپنی عدیم الفرصتی کا عذر پیش فرماتے ہوئے اپنے ذوقِ نعت کی رہنمائی کو مقدم جاننے کی
ہدایت فرمائی۔ حضرت جوہر بلیاوی نے شاعری کی نہ صرف نوک پلک کی درستگی
فرمائی بلکہ اس کے اسرار و رموز سے بھی آگاہ فرمایا۔ اس کے بعد ۱۹۸۴ء میں "صہبائے
مدینہ" کے نام سے پہلی کتاب جو مجموعہ نعت و مناقب تھی سامنے آئی۔

۱۹۹۲ء تک کا دورانیہ نعتیہ مشاعروں کے شرکت میں گزر گیا۔ تقریباً ہر معروف شہر میں
نعتیہ مشاعروں کے توسط سے حاضری ہوئی چاہے یہ نعتیہ مشاعرہ ربیع الاول، معراج اور
ربیع الثانی کے تعلق سے انعقاد پذیر ہو یا اعراسِ مقدسہ سے متعلق ہو۔ ۱۹۹۳ء میں
الحمدیہ میں سعودی عرب آتے ہی اشاعتی سرگرمی تیز ہوگئی۔ ۱۹۹۶ء سے تقریباً ہر سال
"حرف حرف روشنی، لفظ لفظ نور، حضوری سے پہلے حضوری کے بعد، صحیفہ حمد کا"
کے ناموں سے نعتیہ اور حمدیہ کتابیں آتی رہیں۔ اب یہ سفر "آپ ہیں بس آپ" کے
مرحلے میں ہے۔ خدا کرے کہ یہ سفر یونہی رواں دواں رہے۔ آمین۔

بارگاہِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی مسلسل حاضری اور حضوری نے اس شوق کو جِلا
بخشی اور تخلیقی صلاحیت کھل کر سامنے آئی۔ خلیج میں قیام کے دوران دوسرے ممالک
کے نعتیہ شعراء کے درمیان خود کو پرکھنے کا موقع ملا تو بہت سارے حقائق سامنے آئے
بہت کچھ سیکھنے سکھانے کا شرف حاصل ہوا۔

آئیے اب اس تخلیق سے گزریں جس کی وجہ سے "آپ ہیں بس آپ" نام کتاب
رکھنے کا اتفاق ہوا۔

اے صلِ علیٰ کن کی بنا آپ ہیں بس آپ　　شاہنشہِ لولاک لما آپ ہیں بس آپ
رتبہ یہ کسی کو نہ ملا آپ ہیں بس آپ　　کونین میں محبوب خدا آپ ہیں بس آپ
شہکارِ ازل، حسنِ ابد آپ کا ثانی　　ہوگا نہ کوئی ہے نہ ہوا آپ ہیں بس آپ
اپنوں کی تو کیا بات ہے اپنے تو ہیں اپنے　　غیروں پہ بھی مائل بہ عطا آپ ہیں بس آپ
ہیں بدر کے میدان میں اللہ کے سالار　　طائف میں بہ اندازِ جدا آپ ہیں بس آپ
ہو عرصۂ معراج کہ ہو غارِ حرا کا　　امت کے لئے محوِ دعا آپ ہیں بس آپ

وہ منزل سدرہ ہو کہ قوسین کی قربت　　دیدارِ خدا کس نے کیا آپ ہیں بس آپ
محشر کی کڑی دھوپ میں اے شافعِ محشر
کوئی نہیں اجملؔ کا شہا! آپ ہیں بس آپ　(لفظ لفظ نور صفحہ ۶۱)

زیرِ نظر مجموعہ کلام میں مختلف اصنافِ سخن کی جلوہ سامانیاں آپ کو نظر آئیں گی جو ملکی وغیر ملکی ادب سے ماخوذ ہیں۔ نعت میں غزل کے علاوہ نظم مسدس، مثلث، پابند اور آزاد نظمیں FREEVERSE بھی ہیں۔ ماہیئے (پاکستانی ادب) ہائیک (جاپانی ادب) اور سائینٹ (مغربی ادب) بھی آپ ملاحظہ کریں گے۔ اس کے علاوہ قطعات، رباعیات وغیرہ بھی شاملِ کتاب ہیں۔ مقصد یہ ہے کہ نعتیہ ادب صرف غزل تک محدود نہ رہ جائے بلکہ اس کا احاطہ ہر ہیئتِ سخن پر ہو۔ مضامین سیرتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ عصری تقاضات کا بھی عکس بطور استغاثہ آپ کو نظر آئے گا۔ میں نے حتی الامکان کوشش کی ہے کہ زبان و بیان سلیس اور سہل ہو تاکہ ہر قاری تک میرا پیغام پہنچ جائے اور مافی الضمیر واضح ہو سکے۔

آخر میں ان تمام معاونین کا جنہوں نے کتاب کی اشاعت میں تعاون کیا ہے، صمیمِ قلب سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔ خصوصاً جناب عزیز احسن صاحب (پاکستان) ڈاکٹر کرامت علی کرامت اور ڈاکٹر حفیظ اللہ نیولپوری صاحب (اکابرینِ ادب ریاست اڑیسہ) جنہوں نے مضامین اور عملی تعاون سے اس کتاب کو معرضِ وجود میں آنے میں امداد کی۔ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ ان تمام احباب کو بہترین اجر عطا فرمائے اور ایمان پر خاتمہ بالخیر کی توفیق عطا فرمائے اور اس مجموعہ کلام کو مقبولیت کے عہدے پر فائز فرما کر میرے لئے وسیلۂ نجات بنائے آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم۔

اجملؔ نقشبندی الجبیل
۹ر جولائی ۲۰۰۰ء

حمد ــــــ (ہائیکو)

ہم بندے مسکین
تو ہے اوّل، تو ہی آخر
مالکِ یومِ الدین!

کر دے ہمیں مامُون
ظلمت کے اس دشتِ فنا میں
کہہ کر کُن، فیکُون!

ہم ناداں لاریب!
ناواقف ہیں مستقبل سے
تو علّام الغیب!

اے ربُّ الارباب!
تعبیروں کی کھوج میں ہم ہیں
صدیوں سے بے خواب!

اے ربِّ کونین!
تیری رضا پر جینا مرنا
اپنا نصب العین!

(ہائیک)

سب کا پالن ہار
طوفانوں کا رخ موڑے جو
کر دے بیڑا پار

اے میرے ستّار
تیری رضا مل جائے تو اپنی
قسمت ہو بیدار

مشکل میں حلّال
سب کی لاج بچانے والا
بس تو ہے رکھ پال

سب کو ہے معلوم
رب کی عطا سے رب کے کرم سے
کوئی نہیں محروم

اے رازق، رزّاق
رزق عطا ہو ہم کو ایسا
ہم ہوں با اخلاق

(ہائیکو)

ہے تو ہی اوّل، ہے تو ہی آخر، قوی و قادر!
نہاں بباطن، عیاں بظاہر، قوی و قادر!

درخت سب ہوں قلم، سمندر ہو روشنائی
ثنا سے بندہ ہو پھر بھی قاصر، قوی و قادر!

مصیبتوں میں، کہ آفتوں میں، کہ مشکلوں میں
تو سب کا حامی، تو سب کا ناصر، قوی و قادر!

وجُود تیرا ہے پاک ہر عیب سے خُدایا
ہے تو ہی طیب ہے تو ہی طاہر، قوی و قادر!

ہر ایک ذی روح کا جہاں میں ہے تو ہی داتا
ہر اک کو بخشے تو رزق وافر، قوی و قادر!

مری عبادت، مری اطاعت، تمام تر ہیں
تری ہی خاطر قوی و قادر، قوی و قادر!

تجھی کو زیبا ہے ہر بلندی، ہر اک بزرگی
عروج کا ہے تو حرفِ آخر، قوی و قادر!

کوئی نہیں ہے، کہیں نہیں ہے، ترے علاوہ
قوی و قادر، قوی و قادر، قوی و قادر!

جہاں بھی دیکھو، جدھر بھی دیکھو، دکھائی دیں گے
یہ تیری کبریائی کے سب مناظر، قوی و قادر!

بحال کر دے وہ عہدِ ماضی کے عزم و ہمت
عطا ہو وہ حوصلہ ہمیں پھر، قوی و قادر!

ترے کرم سے ہی کامراں ہے رہِ سفر میں
ہر ایک راہی، ہر اک مسافر، قوی و قادر!

ہے نام تیرا زباں پہ ہر دم، یہ اسمِ اعظم
مرا وظیفہ، قوی و قادر، قوی و قادر!

تری ہی توصیف کر رہا ہے، سنور رہا ہے
یہ تیرا اجمل، یہ تیرا شاعر، قوی و قادر!

پروازِ بے اماں کو پر دینا میرے مولا
شاخِ ہنر پہ مجھ کو گھر دینا میرے مولا

رب دینے والا تو ہے سب دینے والا تو ہے
خالی ہے میرا کاسہ بھر دینا میرے مولا

تیری رضا کی خاطر ہر دم رہوں میں حاضر
سینے میں میرے اپنا ڈر دینا میرے مولا

لے دے کے ایک تو ہے جو میری جستجو ہے
راہِ طلب کو آساں کر دینا میرے مولا

جذبات معتبر دے احساس پُر اثر دے
کٹ جائے تجھ پہ جو وہ سر دینا میرے مولا

احساں پہ تیرے اکثر اور اپنی معصیت پر
رونے کو مجھ کو چشمِ تر دینا میرے مولا

یارب ہمیشہ گم ہو تیری ثنا میں اجمل
توفیق اتنی دینا گر دینا میرے مولا

مدحِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

ماہیے

دن رات مدینے سے
ملتی ہے دو عالم کو
خیرات مدینے سے

دیکھا تو یہیں دیکھا
محروم کوئی جاتا
اِس در سے نہیں دیکھا

سرچشمۂ رحمت ہے
لاریب! مدینہ ہی
عشّاق کی جنّت ہے

غم کا یہ مداوا ہے
تقدیر پہ نازاں ہوں
طیبہ سے بلاوا ہے

مفلس کو غنی کر دیں
وہ جس پہ نظر ڈالیں
قسمت کا دھنی کر دیں

دنیا بھی بنا لیجے
اک ان کی محبّت میں
عقبیٰ بھی بنا لیجے

امید کا گل کھل جائے
گر وہ متبسم ہوں
گم گشتہ سوئی مل جائے

گر ان کا اشارہ ہو
سرکار کے ٹکڑوں پر
دن رات گزارہ ہو

ساشیط

"کرم اے ناخدائے ملت!"

پھر وہی ماحول ہے تیرہ و تار
دہر میں لادینیت کا شور ہے
پھر ہے خطرے میں مسلماں کا وقار
پھر سے باطل قوتوں کا زور ہے

مسلموں کی پاؤں میں زنجیر ہے
بڑھ رہی ہیں ہر طرف تاریکیاں
کس طرح ساحل پہ لائیں کشتیاں
حالتِ مسلم بہت دلگیر ہے

آج اُمّت کا کوئی یاور نہیں
ناخدا کوئی نہیں، رہبر نہیں
ہے کنارا دُور اور الٹا بہاؤ
نرغۂ طوفاں میں ہے امّت کی ناؤ

پھر کنارے پر سفینہ کیجئے
یہ کرم شاہِ مدینہ! کیجئے

(سائینٹ)

"دِلِ مدینہ"

للہِ الحمد آج ہے اس کا بیاں
جس کی ہستی رحمۃٌ للعالمیں
اس کا ہو ثانی تو کیا، سایہ نہیں
جو ہے بیشک سرورِ ہر دو جہاں

ذکر کو رب نے کیا جس کے بلند
وہ حبیبِ کبریا وہ ارجمند
دونوں عالم میں ہے جس کا نظم وضبط
خوب ہے جس سے تعلق اور ربط

ہیں متاعِ زیست جس کی الفتیں
رہبرِ منزل ہے ہر نقشِ قدم
مجھ سا عاصی اور اس کی مدحتیں
یہ ہے بس اس کی عطا اس کا کرم

نور سے معمور سینہ کر دیا
دل کی دھرتی کو مدینہ کر دیا

(سائینٹ)

"روشنی"

دہر میں ہر طرف تھی تاریکی
تیرہ بختی کا سخت موسم تھا
ظلمتوں، نفرتوں کا عالم تھا
بحرِ ظلمات، ارضِ گیتی تھی

مہر، الفت، خلوص، پیار، وفا
ہو گیا تھا جہان سے مفقود
بربریّت کی انتہا کے سوا
نسلِ آدم میں کچھ نہ تھا موجود

ایسے میں اک کرن محبت کی
کوہِ فاراں کی پشت سے پھوٹی
چاک جس نے ردائے ظلمت کی
ہر طرف تیز روشنی پھیلی

"میرا اس تیز روشنی کو سلام
یعنی اللہ کے نبی کو سلام"

(سائینٹ)


نظمیں

یا ربِّ ہب لی اُمتی

تشریف جب لائے نبی — رحمت خدا کی ہو گئی
اللہ رے رحمت آپ کی — یہ دست بستہ عرض کی
یا ربِّ ہب لی اُمتی

رحمت نما جوئے کرم — ہے آپ کا لطفِ اتم
محوِ دعا با چشمِ نم — گویا ہوئے شاہِ امم
یا ربِّ ہب لی اُمتی

فاقے پہ اکثر ہے گزر — پتھر شکم پر باندھ کر
صبح و مسا شام و سحر — کہتے رہے خیر البشر
یا ربِّ ہب لی اُمتی

اسریٰ کی شب خیر الوریٰ — سے رب نے یہ فرما دیا
کیا چاہیئے یا مصطفیٰ — یہ عاجزانہ کہہ دیا
یا ربِّ ہب لی اُمتی

ذوقِ عبادت بخش دے — شوقِ اطاعت بخش دے
اپنی عنایت بخش دے — مژدہ یہ فرحت بخش دے
یا ربِّ ہب لی اُمتی

تو مہرباں غفار ہے — قادر ہے تو ستار ہے
اُمت بڑی نادار ہے — تیرا کرم درکار ہے
یا ربِّ ہب لی اُمتی

پیامِ عمل

ہم ذکرِ نبی کا سحر و شام کریں گے
راضی ہو خدا جس سے وہی کام کریں گے

باطل کو جھکائیں گے مٹائیں گے اندھیرا — توحید کا لائیں گے زمانے میں سویرا
پیغامِ نبی دنیا میں ہم عام کریں گے
راضی ہو خدا جس سے وہی کام کریں گے

ہم راہروِ حق ہیں چلیں گے رہِ حق پر — سر پر رہے تلوار یا نیزے پہ رہے سر
ہم سائے میں تلواروں کے آرام کریں گے
راضی ہو خدا جس سے وہی کام کریں گے

حاصل ہے ہمیں سرورِ عالم کی غلامی — ہم لوگ ہیں وابستۂ اصحابِ گرامی
ہم پیروی اصحاب کی ہر گام کریں گے
راضی ہو خدا جس سے وہی کام کریں گے

بے خوف بڑھے جائیں گے تعداد کے گھوڑے — دوڑاتے ہوئے [illegible] ہیں گھوڑے
اونچا علمِ عظمتِ اسلام کریں گے
راضی ہو خدا جس سے وہی کام کریں گے

کیا ہم کو بھلا روکے گا طوفانِ حوادث — اللہ جو والی ہے تو سرکار ہیں وارث
ہر سازشِ ناپاک کو ناکام کریں گے
راضی ہو خدا جس سے وہی کام کریں گے

مدینے کی حضوری

دل میں دیدار کی تھی چاہ بڑی — تھی مسافت طویل، راہ کڑی
تھی وہ مقبول بے پناہ گھڑی — سبز گنبد پہ جب نگاہ پڑی

سامنے پاؤں بے قیود بڑھے
لب نے بے ساختہ درود پڑھے

ولولے تھے عروج پر دل کے — کھینچتی تھی کشش مقابل سے
دی خبر خوش نوا عنادل نے — مرحبا ہم قریبِ منزل تھے

لب پہ غمناک اک تبسم تھا
آنکھ پر تو تھی بحرِ قلزم کا

اب کہ رونا تھا فرقتوں کا فضول — کارفرما تھا الفتوں کا اصول
تھا خدا کی عنایتوں کا حصول — آسماں سے تھا رحمتوں کا نزول

رحمتِ حق بلائیں لیتی تھی
زندگانی دعائیں دیتی تھی

ساعتِ قربِ بالیقیں آئی — کی نگاہوں نے جب جبیں سائی
دل کو جنت سی وہ زمیں بھائی — زیست نے زندگی وہیں پائی

رشکِ فردوس وہ دیارِ حرم
جنتِ ارض، مرغزارِ ارم

مسجد و صحن مرقدِ نبوی — رحمت افشاں وہ گنبدِ عالی
بارگاہِ محمدِ عربی — میں حضوری تھا مقصدِ اصلی

ہر قدم کو بنا کے سر پہنچے
یوں حبیبِ خدا کے گھر پہنچے

(ذوقافیتین)

راستہ خیر کا

رات خاموش ہے.....
تیرگی کا تسلّط بہ حدِ نظر
دل پریشان ہے اپنی تنہائی سے
سوچتا ہوں یہی
میں ــــ کہ عاصی ہی!
کون ہے جو مجھے
اس اندھیرے سے باہر کرے
لطف مجھ پر کرے ــــ!
دور تک دیکھ کر
لوٹ آئی نظر
کوئی ساتھی نہیں
کوئی یاور نہ رہبر کہ حامی نہیں
میں اکیلا ہی بارِ گنہ کو لئے
لڑکھڑاتا ہوا ڈگمگاتا ہوا چل پڑا
ہر قدم پر خجل
مُرتعش منفعل
ناگہاں چشمِ نم کو مرے
اک کرن دُور آئی نظر
میں چلا دوڑ کر
تیز تر..... تیز تر.....!

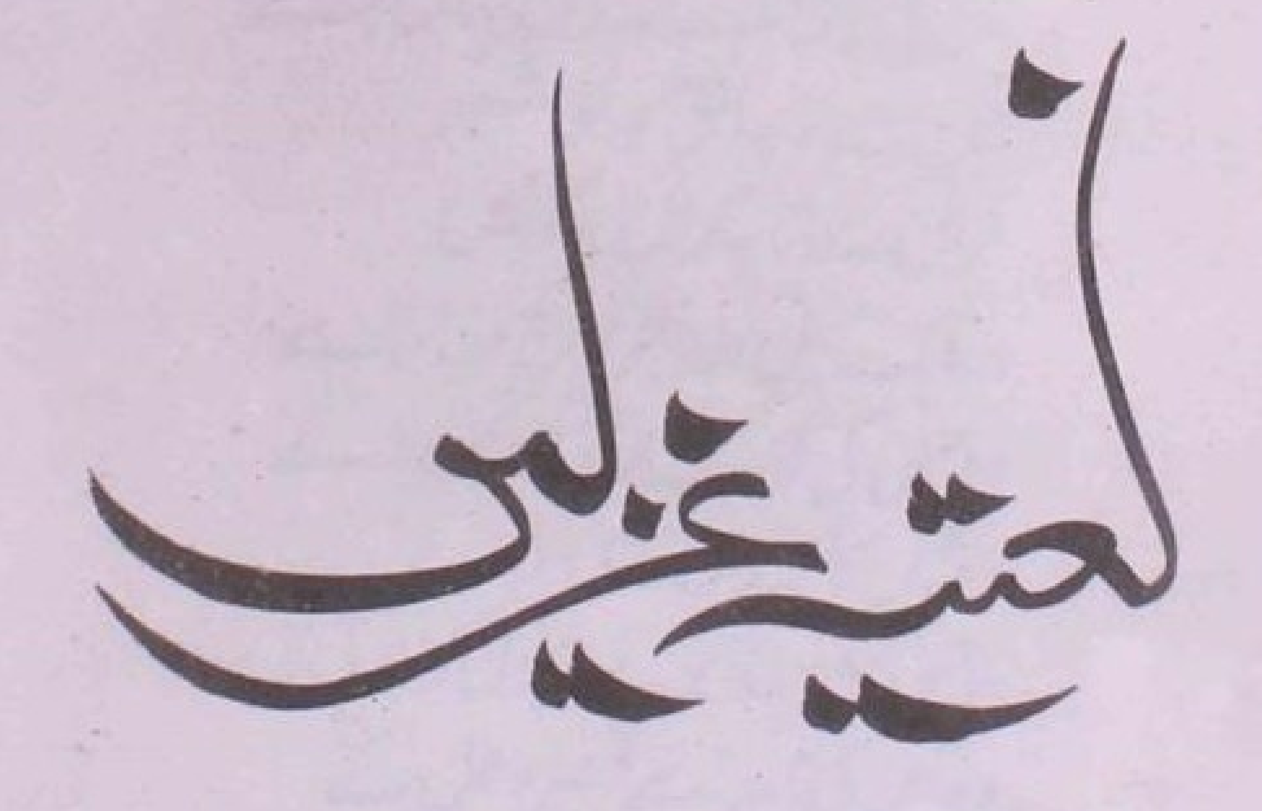
قُربُ کے واسطے
خیر کے راستے
بُعد گھٹتا گیا قرب بڑھتا گیا
میرا ٹوٹا ہوا دل بہلتا گیا
میں سنبھلتا گیا
وہ تھی اک روشنی
رہبری جس نے کی
جس سے مجھ کو ملی زندگی، آگہی
اور جس نے مجھے
تیرگی سے گناہوں کی باہر کیا
لطف مجھ پر کیا
قلب روشن کیا ـــــ!
پھر مجھے پھیر کر، خیر کی راہ پر
گامزن کر دیا
اور میں کہہ اٹھا
اے سراپا عطا! عکسِ نورِ خدا!
مصطفیٰ، مجتبیٰ!!
اک ترا ہے فقط
راستہ خیر کا.....
راستہ خیر کا.....!

آپ ھیں بس آپ

سیلِ صدا

وہ خوشبوؤں کا حسیں بگولہ
ہوا کے شانوں پہ رقصاں رقصاں
تمام عالم کو
نکہتوں سے جو بھر گیا ہے
وہ سیلِ صدا ہے ایسا
کہ بے اماں شب کے بیچ جیسے
ابھرتا سورج
جو تیرگی کو مٹا کے روشن جہاں بنائے
افق سے تا بہ افق یہ خوشبو
کراں سے تا بہ کراں یہ کرنیں
وہ ایک سیلِ صدا جو موجِ صبا بنا ہے
وہ جس کی گفتار خوشبوئیں دے
وہ جس کا کردار روشنی دے
وہ جس کا ہر لفظ سوئے ذہنوں کو زندگی دے
وہ جس کی آمد سے قصرِ باطل کے
سارے باطل خدا گرے ہیں
اس ایک سورج کی تازہ خوشبو

اسی کی آوازہ کا تکلم
فضائے دشت و چمن میں اُبھرا
زمینِ ہر فکر و فن میں اُبھرا
یہ اس کی آمد کا ہی صلہ ہے
کہ آدمی کو خُدا ملا ہے!


نعتیہ غزلیں

مدحِ سرکار میں یوں عمر ہماری گزرے
جیسے حسانؓ نے جامیؒ نے گزاری گزرے

کوئی دن ان کے تصور سے نہ گزرے خالی
کوئی شب ان کے نہ دیدار سے عاری گزرے

حُبِ سرور کا جو پھوٹے کوئی چشمہ دل میں
جسم کو چھوتی ہوئی رحمتِ باری گزرے

غرقِ یادِ شہِ کونین ہوں اس عالم میں
بوئے طیبہ میں بسی بادِ بہاری گزرے

صرف اک شعر جو مقبولِ نبی ہو جائے
ہر نفس صرف اسی فکر میں طاری گزرے

بزمِ سرکار میں یوں ذکر مرا آجائے
ان کی محفل میں مری نعت نگاری گزرے

روح و دل ہوش و خرد ان پہ لٹا دیں اجملؔ
قریۂ جاں سے جو آقا کی سواری گزرے

مرحبا! آپ کا ذکر آپ کی یاد آپ کا نام
سرورا! آپ کا ذکر آپ کی یاد آپ کا نام

مرضِ عشق کے بیمار کے حق میں سرکار
ہے دوا آپ کا ذکر آپ کی یاد آپ کا نام

دل کی بے راہ روی بے جہتی، ناممکن
رہنما آپ کا ذکر آپ کی یاد آپ کا نام

جس سے ایمان ہو تازہ تو عقیدہ راسخ
اے خوشا! آپ کا ذکر آپ کی یاد آپ کا نام

مغفرت کے لئے کافی ہے یہی حسنِ عمل
باخدا آپ کا ذکر آپ کی یاد آپ کا نام

قرب مولا کا، رضا رب کی، بنا بخشش کی
حبّذا آپ کا ذکر آپ کی یاد آپ کا نام

بحرِ عصیاں کے تلاطم میں محافظ ٹھہرے
ناخدا آپ کا ذکر آپ کی یاد آپ کا نام

تشنہ ذہنوں کے لئے کوثر و تسنیم و طہور
ساقیا! آپ کا ذکر آپ کی یاد آپ کا نام

آپ کے اجمل خوش فکر کے فن کی معراج
مصطفےٰ آپ کا ذکر آپ کی یاد آپ کا نام

جمالِ شانِ ابجد لکھ رہا ہوں
ادب سے نام احمد لکھ رہا ہوں

شہِ کونین کی مدح و ثنا کو
مرے جینے کا مقصد لکھ رہا ہوں

فرشتے بھی ادب سے دیکھتے ہیں
جو توصیفِ محمدؐ لکھ رہا ہوں

اُجالوں کے تمنائی! مبارک
اندھیرے کے لئے رد لکھ رہا ہوں

نہ کیوں افکار ہوں شاداب میرے
کہ زیرِ سبز گنبد لکھ رہا ہوں

قلم سے خود شعاعِ نور پھوٹی
نہ میں ابیض نہ اسود لکھ رہا ہوں

جہاں میں رہبر رشد و ہدایت
انہیں کی ذاتِ ارشد لکھ رہا ہوں

انہیں کو رحمتہٌ للعالمیں اور
خدا کا لطفِ بے حد لکھ رہا ہوں

لکھوں اجملؔ میں کیا اس کے علاوہ
محمدؐ ہی محمد لکھ رہا ہوں

کس طرح مدح کا ہو ادا ہم سے حق حضور
ہے فکر سر بزانو، رخِ فن ہے فق حضور!

خلدِ نگاہ آپ کی سیرت ہے سر بسر
قرآنِ پاک کا جو کھُلا ہے ورق حضور

بخشیں کرم سے آپ جو دیدار کا شرف
روشن بصارتوں کے ہوں چودہ طبق حضور

جس نے گزاری زیست اطاعت میں آپکی
لاریب، ہوگا خلد کا وہ مستحق حضور!

امّت کے حالِ زار پہ کیجیے نگاہِ لطف
دل خون ہو رہا ہے تو سینہ ہے شق حضور

ماضی میں جس سے ہم کو ملیں سرفرازیاں
ہم نے بھلا دیا ہے وہ پچھلا سبق حضور

اجملؔ بھی نام لیوا، حضور آپ ہی کا ہے
یہ بھی کرم کا، لطف کا ہے مستحق حضور

صدِ شوق و احترام خشوع و خضوع سے
الفت نبی کی ہے مرے دل میں شروع سے

عشقِ رسول ہے مرا سرمایۂ حیات
انعام ہے ملا مجھے ربِّ سموع سے

حُبِّ رسول دل میں لئے جب پڑھی نماز
لذّت عجب ملی ہے سجود و رکوع سے

ثابت ہوا کہ نظم سما پر ہے اختیار
شقّ القمر سے ، مِہر کے شب میں طلوع سے

کافی ہے مجھ کو مرضیِ سرکارِ دو جہاں
کیا لینا مجھ کو بحثِ اصول و فروع سے

یارب! مری لحد بنے ایسی جگہ کہ جو
ہو پاس ان کے در کے محلِّ وقوع سے

اجملؔ فقط کرم سے شہِ دیں کے ہو گی نعت
جودت سے فکر کی نہ تو فن کے رجوع سے

باوضو ہو کے الفتوں سے لو
نام سرکار جب لبوں سے لو

ہے یہی واقعی متاعِ حیات
نام ان کا محبتوں سے لو

کہہ گئے ہیں یہ فاتحِ مکہ
دیکھو بدلہ نہ دشمنوں سے لو

کوئی بھی نیک کام کرنا ہو
مشورہ چھوٹوں سے بڑوں سے لو

انشاء اللہ ہوگا خیر ہی خیر
گر سبق ان کی سنتوں سے لو

تم بھی پاؤ گے اِذنِ قربت کا
اک ذرا کام حوصلوں سے لو

در پہ آقا کے خامشی کے ساتھ
کام لفظوں کا آنسوؤں سے لو

درس عبرت کا، صبر و ہمت کا
غازیوں سے، شہادتوں سے لو

کیا ہے اجملؔ محبتِ سرکار
یہ شعار ان کی مدحتوں سے لو

دردوغم، رنج وتعب، عیش وطرب، کچھ بھی ہو
میں نہ چھوڑوں گا درِ شاہِ عرب، کچھ بھی ہو

سب کو کرتے ہیں عطا ذوقِ طلب کچھ بھی ہو
پاس آقا کے ہے ہر نعمتِ رب کچھ بھی ہو

آہ و فریاد و فغاں، نالۂ شب کچھ بھی ہو
لطفِ سرکار سے محروم ہے کب کچھ بھی ہو

اُمتی، عاصی ہو نادار، غنی ہو کہ فقیر
سرورِ دیں کے لئے ایک ہیں سب کچھ بھی ہو

نامِ سرکار ہی کام آتا ہے ہر مشکل میں
نامِ سرکار کا لے لیجئے جب کچھ بھی ہو

پیشِ سرکار نہ ہرگز ہو کوئی بے ادبی
پیشِ سرکار مقدم ہے ادب کچھ بھی ہو

مدحِ سرور ہو، غلامی ہو، کہ ان کی نسبت
مغفرت کے لئے کافی ہے سبب کچھ بھی ہو

ہے جو اللہ کے محبوب کا منظورِ نظر
مجھ کو محبوب ہے وہ نام و نسب کچھ بھی ہو

نام سرکار پہ مٹنا ہے حیاتِ ابدی
یہ اگر شرط ہے، منظور ہے تب کچھ بھی ہو

حاضرِ در رہوں میں اُمیدوں کا کشکول لیے
خالی جاؤں گا یہاں سے نہیں اب کچھ بھی ہو

یادِ سرکار سے غافل نہیں رہتا اجملؔ
ان کے دیوانے کا ہے عجب حال کچھ بھی ہو

خاکِ درِ رسول جو ہم چھاننے لگے
ہم کو مدینے والے بھی پہچاننے لگے

شہرِ رسول میں یوں پھرے ہم بہ اشتیاق
دیوانہ سب نبی کا ہمیں ماننے لگے

ہر بار ہم نے دستِ طلب یوں کیا دراز
سائل ہمیں حضور کا سب جاننے لگے

آئیں گے، پھر نہ جائیں گے شہرِ رسول سے
اب ہم بھی اپنے دل میں یہی ٹھاننے لگے

چشمِ کرم حضور ہو ہم پر کہ سب عدو
تیکھی نظر ہماری طرف تاننے لگے

سورج، ستارے، چاند، شجر، جانور، بشر
آقا نے جو کہا تو کہا ماننے لگے

اجملؔ ہے فیضِ نعت کہ اربابِ فکر و فن
مدّاحِ مصطفٰے ہمیں گردانے لگے

قسمت ہوئی ہے خواب میں بیدار صبح صبح
دیکھا ہے روئے سیدِ ابرار صبح صبح

دامن پسارے حاضرِ دربار صبح صبح
آئے ہیں بھیک لینے گنہ گار صبح صبح

سورج بکھیرتا ہے زمانے میں روشنی
لے کر درِ حبیب سے انوار صبح صبح

وقتِ سحر مبارک و مسعود کیوں نہ ہو
آئے جہاں میں احمدِ مختار صبح صبح

تا شام ان کو فیض کی ملتی رہے گی بھیک
آئے جو پیشِ روضۂ سرکار صبح صبح

گیسو ہیں ان کے پرتوِ واللیل شام شام
والفجر شرحِ تابشِ رخسار صبح صبح

میری سیاہ رات جو آنچل سمیٹ لے
اس لطف کا ہوں میں بھی طلبگار صبح صبح

اُن سے جو قریب ہو گئے
رب کے وہ حبیب ہو گئے

رب کے جو حبیب ہو گئے
آسماں نصیب ہو گئے

ان کی نسبتوں کے فیض سے
ہم بھی خوش نصیب ہو گئے

ان کے غم میں جو مریض تھے
وقت کے طبیب ہو گئے

دل مدینہ جب سے گیا
فاصلے قریب ہو گئے

مدح کے طفیل ہم تمام
شاعر ادیب ہو گئے

ان کی عظمتوں کے منحرف
ذہن کے غریب ہو گئے

نطقِ مصطفےٰ کے فیض سے
نامور خطیب ہو گئے

نغمہ سنجیوں میں نعت کی
ہم بھی عندلیب ہو گئے

جس کے دل میں نبی کی الفت نہیں
اس کو حاصل خدا کی قربت نہیں

وہ ہیں محبوبِ رب شفیعِ اُمم
قولِ فیصل ہے اس میں حجت نہیں

وہ جو چاہیں تو مغفرت ہو جائے
ورنہ پھر مغفرت کی صورت نہیں

ان کے در کی گدائی کے آگے
تاج اور تخت کی حقیقت نہیں

صرف ان کی رضا ہی کافی ہے
ماسوا اس کے کوئی حاجت نہیں

فرش ہو یا ہو عرش میرے حضور
کس جگہ آپ کی حکومت نہیں

آپ جیسا تمام عالم میں
رہنمائے رہِ ہدایت نہیں

با ادب نعتِ مصطفیٰ کہیے
انجمؔ اس سے بڑی سعادت نہیں

جس کو عشقِ نبیؐ میسّر نہیں
اس کا قربِ خدا مقدّر نہیں

ان کی نکہت سے آج گلشن میں
کون سا گل ہے جو معطّر نہیں

بات سے ان کی، ذات سے ان کی
کس کی دنیائے دل مسخّر نہیں

جب بھی چاہو، درودِ پاک پڑھو
وقت اس کے لئے مقرّر نہیں

یاد سے ان کی، ان کی الفت سے
قلب کس کا ہے جو منوّر نہیں

ہو وہ خندق، اُحد کہ بدر و حنین
سرورِ دیں کہاں مظفّر نہیں

مدح جس قدر ہو، ہے کم اجملؔ
حد جب کوئی اس کی مقرّر نہیں (التزام مشدّد قوافی)

نازسے گیسو سنوارے کملی والے آگئے
منتظر تھے غم کے مارے کملی والے آگئے

آمنہ کے نین تارے کملی والے آگئے
وہ حلیمہ کے دلارے کملی والے آگئے

رحمۃُ اللعالمیں محبوبِ ربُّ العالمیں
بے سہاروں کے سہارے کملی والے آگئے

ڈوبنے کو تھا سفینہ وقت کے منجدھار میں
تیز تھے طوفاں کے دھارے کملی والے آگئے

کس مپرسی کا تھا عالم نفسی نفسی کا سماں
کرنے رحمت کے اشارے کملی والے آگئے

اک طرف سے شور اٹھا حشر کے میدان میں
آگئے آقا ہمارے کملی والے آگئے

جب ربیع النور کا اجمل مہینہ آگیا
گونج اٹھے ہر سو نعرے کملی والے آگئے

ذکر ہے فردوس کلبے کا میرے سامنے
ہے رسول اللہ کا دربار میرے سامنے

ہر طرف ہیں خوشبوؤں کے قافلے بکھرے ہوئے
ہیں مدینے کے گل و گلزار میرے سامنے

ہیں مرے آقا مری مشکل کشائی کے لئے
کام کوئی بھی نہیں دشوار میرے سامنے

ہیں درِ آقا پہ حاضر ہوں یہ ہے تعبیرِ خواب
ہو گئی قسمت مری بیدار میرے سامنے

آرزو ہے جب بھی کھولوں میں نگاہِ اشتیاق
درِ شہِ والا کا ہو ہر بار میرے سامنے

مہر سے دشمن کو میں ہر بار کرتا ہوں معاف
ہے رسول اللہ کا کردار میرے سامنے

مدحتِ سرور ہے اجمل قابلِ صد احترام
اس کے سبب ہیں معتبر اشعار میرے سامنے

درِ سرور سے دُوری ہو تو کیا کہنے کو جی چاہے
بلا لیجئے، حضوری ہیں شہا! کہنے کو جی چاہے

کوئی جب نامِ نامی لے ادب سے شاہِ والا کا
تو بس صلِّ علیٰ، بے ساختہ کہنے کو جی چاہے

انہیں کے نام کو لیتے ہی ہر مشکل ہوئی آساں
انہیں کی ذات کو مشکل کشا کہنے کو جی چاہے

عجب دیوانگی ہے بیٹھتے اٹھتے ہر اک لمحہ
محمد مصطفےٰ صلِّ علیٰ کہنے کو جی چاہے

ادب ہے شرط یہ آرام گاہِ شاہِ طیبہ ہے
خموشی سے یہاں ہر مدّعا کہنے کو جی چاہے

ہماری حاجتوں کی ہے خبر سرکارِ والا کو
انہیں کو چارہ گر، حاجت روا کہنے کو جی چاہے

عجب ہے کیفیت اجملؔ غمِ سرکارِ والا کی
اسی عالم میں نعتِ مصطفےٰ کہنے کو جی چاہے

جو ہجرِ مصطفےٰ میں زندگی غمگین ہوتی ہے
درودِ پاک کے پڑھنے سے ہی تسکین ہوتی ہے

وسیلے سے نبی کے مانگتا ہے جب دعا کوئی
فرشتوں میں صدائے ربّنا آمین ہوتی ہے

ہوا کرتا ہے تب اسلام کا گلشن ترو تازہ
زمینِ کربلا جب خون سے رنگین ہوتی ہے

متاعِ زندگانی ہے رسولِ پاک کی الفت
اسی باعث تو مدحِ پاک کی تلقین ہوتی ہے

بلند آواز کرنا سامنے سرکارِ والا کے
ہے گستاخی، سزا جس کی بڑی سنگین ہوتی ہے

مدد اوروں سے چاہے رہ کے آقا کی غلامی میں
یہ غیروں کا چلن ہے اس سے کب تحسین ہوتی ہے

وسیلہ مغفرت کا مدحتِ سرکار ہو جائے
کہ اجملؔ اس سے بھی تکریمِ یوم الدین ہوتی ہے

معبود مرا جیسے ہے غفّار فقط ایک
ہیں میرے نبی سیّدِ ابرار فقط ایک

مانگی ہے دعا عجز سے ہر بار فقط ایک
ہوں چشمِ عنایت کا طلبگار فقط ایک

بے مثل انہیں رب نے ازل ہی میں بنایا
کونین میں ہیں احمدِ مختار فقط ایک

ہر اک کو نوازا ہے گدا ہو کہ ہو سلطان
آقا کی سخاوت کا ہے معیار فقط ایک

اے صلِّ علیٰ روح تصوّر ہی مہک جائے
گر ان کا ہو دیدار جو اک بار فقط ایک

بے شک ہو بلندی پہ مقدر کا ستارا
گر مجھ پہ نظر ڈال دیں سرکار فقط ایک

مشتاق ہر اک شخص ہے دیدارِ نبی کا
اجمل ہی نہیں طالبِ دیدار فقط ایک

نبی کو حاضر، حضور کہیے، ضرور کہیے
بشر کے پیکر میں نور کہیے ضرور کہیے

انہیں کو دل کا سرور کہیے، ضرور کہیے
انہیں کو آنکھوں کا نور کہیے ضرور کہیے

وہ دو جہاں کے لئے ہیں رحمت سراپا شفقت
انہیں کرم کا ظہور کہیے، ضرور کہیے

وہ کوہ فاراں پہ آ کے چمکے، حرا میں دمکے
انہیں تجلیِ طور کہیے، ضرور کہیے

انہیں کا جلوہ کہاں نہیں ہے کدھر نہیں ہے
انہیں کو نزدیک و دور کہیے ضرور کہیے

وہ خیر عالم ہیں خیر ہی لے کے آئے، ان کو
عدوئے اہلِ شرور کہیے، ضرور کہیے

حیات میں ہیں نبی جہاں ہیں کہ جاوداں ہیں
نبی کو زندہ ضرور کہیے، ضرور کہیے

ادب سے ان کو خطاب کرنا شعارِ امت
جناب کہیے، حضور کہیے، ضرور کہیے

جو ان کی سیرت سے ہو مرصع وہ نعت اجمل
ضرور کہیے، ضرور کہیے، ضرور کہیے

ہے تمنا سدا نعتِ سرور لکھوں
لمحہ لمحہ لکھوں، زندگی بھر لکھوں

مشک و عنبر سے کر کے قلم تر لکھوں
ذہن و افکار کر کے معطر لکھوں

حسنِ کردارِ محبوب داور لکھوں
خوبیِ معجزاتِ پیمبر لکھوں

بہتروں میں جو بہتر ہیں کونین میں
نعت میں ان کی بہتر سے بہتر لکھوں

دھوم جن کی سخاوت کی دنیا میں ہے
ان کو جود و کرم کا سمندر لکھوں

ان کی چوکھٹ پہ ہر ماہ ہو حاضری
جس کی روداد واپس میں آ کر لکھوں

سبز گنبد کا منظر نظر میں لئے
میں مدینے کا اک ایک منظر لکھوں

دے جو توفیق اللہ اجمل مجھے
ان کے روضے پہ خم کر کے میں سر لکھوں

سر بسجدہ ہے پچھلے پہر رات میں
کون امت کی خاطر مناجات میں

مغفرت کی دعا اس کے لب پر نہ ہو
ایسا لمحہ نہیں کوئی دن رات میں

حلم، اخلاص، اخلاق، جود و کرم
کتنی اعلیٰ صفات اس کی ہیں ذات میں

اس کی یادوں کا ہے ساتھ دنیا میں جب
باغِ جنت میں بھی ہوں گے ہم سات میں

یاد میں جس کی مصروف ہے ہر نفس
گزرے ہر لمحہ اس کے خیالات میں

سیرتِ مصطفیٰ سے سبق سیکھئے
شکرِ رب کیجئے سخت حالات میں

یاد آتی ہیں طیبہ کی رعنائیاں
اک تلاطم سا ہے دل کے جذبات میں

ہے کلامِ خدا اس کی ہر گفتگو
کیسی حکمت ہے اس کی ہر اک بات میں

مدحِ سرور میں اجملؔ کٹے زندگی
صرف ہر پل ہو سرکار کی نعت میں

لبِ سرور کی گر رحمت نوا جنبش نہیں ہوتی
گنہ گاروں کی محشر میں کبھی بخشش نہیں ہوتی

سجی ہے محفلِ کونین ان کی آمد آمد پر
نہ آتے وہ تو دو عالم کی آرائش نہیں ہوتی

رخِ سرکار کے صدقے ہیں مہر و ماہ تابندہ
نہ ہوتے وہ تو مہر و ماہ میں تابش نہیں ہوتی

بہر سو تیرگی ہی تیرگی ہوتی زمانے میں
بوقتِ صبح گر آقا کی پیدائش نہیں ہوتی

قمر دو پارہ ہو، سورج پلٹ آئے اشارے پر
فلک پر ان کی مرضی گر نہ ہو گردش نہیں ہوتی

کوئی پل مصطفٰے کی یاد سے خالی نہیں ہوتا
نبی کی یاد میں کب لطف کی بارش نہیں ہوتی

مدینے میں رہوں اور زندگی کی شام ہو جائے
مرے دل میں سوا اس کے کوئی خواہش نہیں ہوتی

نبی کے عشق کو ہم نے بسایا اس لئے دل میں
سنا ہے حشر میں عشاق کی پرسش نہیں ہوتی

بہ فیضِ لطفِ سرور نعت کے اشعار اترے ہیں
خدا شاہد مری اجملؔ کوئی کوشش نہیں ہوتی

یہ سعادت ہے میرے حصّے میں
ان کی الفت ہے میرے حصّے میں

عشقِ سرور ہے اپنا سرمایہ
کیسی دولت ہے میرے حصّے میں

ہے انہیں کا خیال ہر لمحہ
عین راحت ہے میرے حصّے میں

مالکِ خلد ہیں مرے آقا!
یعنی جنّت ہے میرے حصّے میں

فکرِ عقبیٰ نہ خوفِ محشر ہے
ان کی نسبت ہے میرے حصّے میں

میرا شیوہ ہے اتباعِ نبی
ان کی طاعت ہے میرے حصّے میں

جب سے وابستۂ محمدؐ ہوں
رب کی رحمت ہے میرے حصّے میں

میں گدائے رسول ہوں پھر بھی
کیسی عزت ہے میرے حصے میں

جب ہوئے رہنما مرے آقا
ہر سہولت ہے میرے حصے میں

شافعِ حشر نے ہے فرمایا
میری امت ہے میرے حصے میں

خادمانِ نبیؐ جو ہیں اجمل
اُن کی خدمت ہے میرے حصے میں

محمد مصطفےٰ سا مصطفےٰ نہیں
نہیں ہے اور نہ ہوگا اور ہوا نہیں

عطائے مصطفےٰ کی انتہا نہیں
کہ ایسا صاحب جود و سخا نہیں

وہ محبوبِ خدا مطلوبِ یزداں
نبی کا کوئی بھی ہم مرتبہ نہیں

وہ ہے کعبہ، یہ ہے کعبے کا کعبہ
مدینہ سا مدینہ دوسرا نہیں

حضوری کے مزے میں لے رہا ہوں
خدا کے واسطے کچھ بولنا نہیں

نبی کا سنگِ در ہے میرا سر ہے
ارے واعظ! مجھے ٹوکنا نہیں

ہمیشہ شرک اور بدعت کے نعرے
تجھے اس کے سوا کچھ سوجھتا نہیں

تلاشِ خلد اور شہرِ نبی میں
ارے ناداں! کیا تو دیکھتا نہیں

نگاہِ لطف ہو آقا ادھر بھی
مرا کوئی تمہارے ماسوا نہیں

شفاعت کی تمہیں سے آس بھی ہے
زمانے میں کوئی مجھ سے برا نہیں

نبی کی شان کے شایان اجملؔ
خدا شاہد کہ اک مصرع ہوا نہیں

بلندی پہ مقدر ہے کہ نہیں ہے
درِ سرور پہ خم سر ہے کہ نہیں ہے

نہایت لطفِ سرور ہے کہ نہیں ہے
حضوری یہ میسّر ہے کہ نہیں ہے

شہِ کون و مکاں کی نکہتوں سے
مشامِ جاں معطّر ہے کہ نہیں ہے

سحر ہو، شام ہو شہرِ نبی کا
ہر اک لمحہ منوّر ہے کہ نہیں ہے

جمالِ گنبدِ خضرا میں گم ہوں
یہ منظر خلد منظر ہے کہ نہیں ہے

مدینے کی حضوری کُل جہاں میں
کہیں رہنے سے بہتر ہے کہ نہیں ہے

میں ہوں یہ فیصلہ کرنے سے قاصر
جناں اس کے برابر ہے کہ نہیں ہے

گناہگارانِ امت کا ٹھکانہ
شہِ کونین کا در ہے کہ نہیں ہے

بہ فیضِ نعتِ سرور تم پہ اجمل
خدا کا لطفِ اکثر ہے کہ نہیں ہے

زینتِ بحر و بر، شاہِ خیر البشر، مجھ کو فرقت کے غم سے بری کیجئے
رحمتِ دوجہاں نازِ کون و مکاں دل کی کھیتی ہے سوکھی ہری کیجئے

آپ چاہیں تو طوفاں کنارا بنے آپ چاہیں تو ذرّہ ستارہ بنے
مجھ پہ بھی ڈال کر چشمِ لطف و کرم میری قسمت ہے کھوٹی کھری کیجئے

ہم مریضِ غمِ ہجر ہیں یا نبی! اس مرض کی دوا ذات ہے آپ کی
اے مسیحِ دو عالم، سراپا کرم، ہم مریضوں کی چارہ گری کیجئے

راہِ منزل کا کوئی نہیں راہبر، اپنی گم گشتہ اُمت کی لیجئے خبر
ہم کو راہِ ہدایت عطا کیجئے، رہبرِ دوجہاں رہبری کیجئے

ذوقِ حسنِ عمل جستجوئے وفا، دیجیے یا نبی آبِ جوئے وفا
کچھ نواسوں کا صدقہ عطا کیجیے کچھ عطا لطفِ پیغمبری کیجیے

گردشِ وقت سے جو میں گھبرا گیا دل نے بے ساختہ مشورہ یہ دیا
بن کے جاروب کش ان کے دربار کا چل کے طیبہ میں اب چاکری کیجیے

ہم کہاں اور مدحِ محمد کہاں ان کی توصیف کی ہے بھلا حد کہاں
کیوں نہ اجمل کہیں مدحتوں کے لئے یا نبی! آپ ہی رہبری کیجیے

چھائی ہر سمت ہے روشنی روشنی! آج کس کے لئے مصطفےٰ کے لئے
دور دنیا سے ہے تیرگی تیرگی! آج کس کے لئے مصطفےٰ کے لئے

عرش تا فرش نورٌ علیٰ نور ہے، کفر و ظلمت زمانے سے کافور ہے
دونوں عالم میں ہے سرخوشی سرخوشی! آج کس کے لئے مصطفےٰ کے لئے

کس کے صدقے عبادت عبادت ہوئی کس کے صدقے اطاعت اطاعت ہوئی
سب پہ لازم ہوئی بندگی بندگی! آج کس کے لئے مصطفےٰ کے لئے

بس کرم ہی کرم بس عطا ہی عطا ہر نفس اپنی امت کے حق میں دعا
ہم پہ ہے لطف رب واقعی واقعی! آج کس کے لئے مصطفےٰ کے لئے

خوش عقیدہ مسلماں کا دلشاد ہے، کیوں نہ ہو آج تاریخ میلاد ہے
روئے ایماں پہ ہے تازگی تازگی! آج کس کے لئے مصطفےٰ کے لئے

ہم کو جو کچھ ملا مصطفےٰ سے ملا، ہے دراز آج تک لطف کا سلسلہ
ان کے صدقے ہے یہ زندگی زندگی! آج کس کے لئے مصطفےٰ کے لئے

نظمِ اجملؔ یوں ہی نعت کرتے رہو، اپنا دامن مرادوں سے بھرتے رہو
معتبر ہے یہی شاعری شاعری! آج کس کے لئے مصطفےٰ کے لئے

لے کے دل میں جذبۂ عشقِ بلالیؓ آ گیا
پھر حضوری کی نئی صورت نکالی آ گیا

چومنے نظروں سے میں روضے کی جالی آ گیا
دیکھنے پھر گنبدِ سرکارِ عالی آ گیا

ہے کرم آقا کا، پھر بخشا حضوری کا شرف
باپ ماں کی اور بزرگوں کی دعا لی آ گیا

بھر دیا دامن مرادوں سے مرا سرکار نے
ان کے در پر جب بھی میں بن کر سوالی آ گیا

بھر دیا شانِ کریمی سے اسے سرکار نے
کوئی سائل لے کے دامن جب بھی خالی آ گیا

آ گیا اس کے مقدّر کا ستارہ اوج پر
خواب میں جس کو نظر روئے جمالی آ گیا

بارشِ رحمت سے پھر سیراب کر دیجے حضور
دہر میں اجملؔ کے دورِ خشک سالی آ گیا

حُسنِ بابِ قبول ہو جاؤں
یعنی اس در کی دھول ہو جاؤں

یاد ان کی مجھے مسرت دے
جب کبھی میں ملول ہو جاؤں

چھوڑ کر ان کا در، خدا نہ کرے
میں، کہ ایک شےٴ فضول ہو جاؤں

نکہتیں ان کی پیرہن ہو جائیں
میں مدینے کا پھول ہو جاؤں

وہ کرم سے طلب جو فرمائیں
میں سراپا نزول ہو جاؤں

ان کی شایانِ شاں ثنا کر کے
مدح خوانِ رسول ہو جاؤں

جان اپنی نثار کر اجملؔ
عاشقی کا اصول ہو جاؤں

اطاعت سے نبی کی منھ نہ موڑا ہے نہ موڑیں گے
سوا ان کے کسی سے دل کو جوڑا ہے نہ جوڑیں گے

غلامی مصطفےٰ کی روزِ محشر کام آئے گی
یہ رشتہ بندہ و آقا کا توڑا ہے نہ توڑیں گے

یقیناً اس کے صدقے میں ہماری مغفرت ہوگی
نبی کا دامنِ اقدس نہ چھوڑا ہے نہ چھوڑیں گے

نبی کے سنگِ در سے ہے عقیدت اپنی وابستہ
سوا اس کے کہیں پر سر کو پھوڑا ہے نہ پھوڑیں گے

ہم ان کے نام لیوا ہیں پلے ہیں ان کے ٹکڑوں پر
درِ اغیار کا ٹکڑا نہ توڑا ہے نہ توڑیں گے

غلامِ مصطفےٰ ہم ہیں، گدائے مصطفےٰ ہم ہیں
کسی سے اور یہ رشتہ نہ جوڑا ہے نہ جوڑیں گے

جو رستہ گمرہی کا ہے بہ فیضِ نعت اے اجملؔ
عنانِ زندگی اُس سمت موڑا ہے نہ موڑیں گے

پڑھیے ان پر درود ادب کے ساتھ
نام جن کا ہے نامِ رب کے ساتھ

وہی یٰسین ہیں وہی طٰہٰ
زیبِ قرآن ہیں لقب کے ساتھ

فرشِ گیتی سے عرشِ اعظم تک
ہے نظام ان کا تاب وتب کے ساتھ

در پہ حاضر ہیں ان کی خدمت کو
جبرئیلِ امیں ادب کے ساتھ

شاہ ہو یا گدا بلا تخصیص
ان کا جود و کرم ہے سب کے ساتھ

واسطے سے نبی کے جو مانگو
رب عطا کرتا ہے طلب کے ساتھ

نامِ نامی ہے ان کا وردِ زباں
یہ وظیفہ ہے روز و شب کے ساتھ

حشر ہو گا نبی کے دشمن کا
ابوجہل وابولہب کے ساتھ

پیشِ سرکار بے ادب جو ہے
وہ ہے اللہ کے غضب کے ساتھ

یاد ہے ان کی خانۂ دل میں
ذکر جاری ہے ان کا لب کے ساتھ

کاش اجملؔ کا ہو مرے مولا
حشر شاہنشہِ عرب کے ساتھ

ہر وقت مدحتوں کے اجالوں میں گم رہوں!
محبوبِ کبریا کے خیالوں میں گم رہوں

عشقِ رسولِ پاک کی معراج کے لئے
سوچوں اویسیؓ کو بلالوںؓ میں گم رہوں

جن جن میں ان کی مدح ہے انکا ہے تذکرہ
قرآں کے ان عظیم حوالوں میں گم رہوں

ہر وقت جن کے لب پہ ہے ذکرِ شہِ ہدیٰ
آقا کے ایسے چاہنے والوں میں گم رہوں

لب پر ہے نام، یاد ہے دل میں تو پھر بھلا
کیوں فرقتوں کو روؤں ملالوں میں گم رہوں

طیبؔ کہیں ہے، طٰہٰ و یٰسین ہے کہیں
نامِ نبی کی ایسی مثالوں میں گم رہوں

ٹکڑوں پہ مصطفیٰؐ کے گزارا ہو رات دن
اجملؔ میں ان کے در کے نوالوں میں گم رہوں

اللہ دینے والا ہے بندے یقیں سے مانگ
جو مانگنا ہو واسطۂ شاہِ دیں سے مانگ

اہلِ فلک سے مانگ نہ اہلِ زمیں سے مانگ
جو نعمتِ خدا کے ہیں قاسم انہیں سے مانگ

سنتے ہیں ہر سوال وہ نزدیک ہو کہ دور
سائل جہاں پہ تو ہے نبی سے وہیں سے مانگ

رکھ حشر میں خدا سے تو امیدِ مغفرت
خلدِ بریں کو مالکِ خلدِ بریں سے مانگ

فرمایا "سل ربیعہؓ" خدا کے رسول نے
بے خوف مانگ جو بھی ربیعہؓ ہمیں سے مانگ

نامِ نبی کا واسطہ شامل دعا میں رکھ
دامن خدا بھریگا یقیناً کہیں سے مانگ

اجملؔ وہ دیں گے تجھ کو طلب سے کہیں سوا
شرطِ طلب ہے رقتِ قلبِ حزیں سے مانگ

خدا کا کرم ہے سعادت بڑی ہے
یہ جو نعت کہنے کی عادت پڑی ہے

نبی کی عنایت کے صدقے ہے آساں
سنا ہے کہ یہ راہِ مدحت کڑی ہے

فقط اک نگاہِ عنایت کی خاطر
درِ پاک پر ساری امت کھڑی ہے

نہ در سے میں لوٹوں گا اب ہاتھ خالی
اسی ضد پہ میری طبیعت اڑی ہے

فدا ئے فدایانِ آلِ نبی ہوں
کہ گھٹی میں میری یہ الفت پڑی ہے

سرِ حشر میں ہوں پشیمانیاں ہیں
کرم کی یہی میرے حضرت گھڑی ہے

یہ مانا گنہ گار، عاصی ہے اجملؔ
مگر اس کو حاصل یہ نسبت بڑی ہے

(ذوق نافیتین)

جہان والو مجھے بتاؤ جوابِ شاہِ امم کہیں ہے
یقین کیا ہے یہ میرا دعویٰ نہیں خدا کی قسم نہیں ہے

درِ محمد گناہگاروں سیاہ کاروں کا ہے ٹھکانہ
ہیں رشکِ فردوس سب مناظر جناں یہیں ہے ارم یہیں ہے

فلک سے بالا مقام اس کا ملک کریں احترام اس کا
کروں میں کیسے یقین اس پر بساطِ ارضِ حرم زمیں ہے

وہیں خدا کی حمایتیں ہیں کرم کی ساری روایتیں ہیں
جہاں نبی کی عنایتیں ہیں خدا کا لطف و کرم وہیں ہے

کوئی ہے بو بکرؓ، کوئی عثمانؓ، کوئی ہے فاروقؓ، کوئی سلمانؓ
کوئی ہے حیدرؓ، ہے کوئی حسانؓ ہر اک ہے محترم یقیں ہے

ہر ایک انداز فدویانہ، ہر اک ادا ہے مودّبانہ
رواں ہوں میں پیشِ آستانہ نگاہ و دل خم ہیں خم جبیں ہے

خدا کی الفت محبت ان کی اطاعتِ رب اطاعت ان کی
ملی ہے اجملؔ کو نسبت ان کی یہ مانا انساں یہ کم تریں ہے (ذو قافیتین)

میرے دن منور ہیں، میری رات روشن ہے
صدقے میں شہِ طیبہ کے حیات روشن ہے

روشنی انہیں سے ہے ماہتاب و انجم میں
والضحیٰ کے جلوؤں سے کائنات روشن ہے

ذکر کے حوالوں سے نعت کے اجالوں سے
میرا قلب ذاکر ہے میری ذات روشن ہے

وہ ازل کی محفل ہو یا ابد کی مجلس ہو
ان کی ذات روشن ہے ان کی بات روشن ہے

تیرگی میں دنیا کی میں بھٹک نہیں سکتا
نقشِ پائے سرور جب میرے سات روشن ہے

آئی رات اسرا کی سب نبی ہیں باراتی
میرے آقا ہیں دولہا یہ برات روشن ہے

اُمّتی نبی کا ہوں خوف کیا مجھے اجملؔ
جب مرے بزرگوں کا سر پہ ہات، روشن ہے

ہر قطرہ سمندر ہو، ہر ذرّہ ستارا ہو
سرکارِ دو عالم کا ادنیٰ جو اشارہ ہو

اشجار ہوں سجدے میں مٹھی میں حجر بولیں
خورشید پلٹ آئے، مہتاب دو پارہ ہو

مفلس کو غنی کر دیں، قسمت کا دھنی کر دیں
خوش بخت بنے وہ جو تقدیر کا مارا ہو

در پر جو کوئی آئے دامن کو بھرا پائے
محروم کوئی جائے، کب ان کو گوارہ ہو

دنیا بھی سنور جائے عقبیٰ بھی سنور جائے
سرکار کی سنّت پر دن جس نے گزارا ہو

آقا کے توکّل کی تمثیل نہیں ملتی
سوئیں تو چٹائی پر فاقوں پہ گزارا ہو

بس اتنی گزارش ہے آقا سے مری اجملؔ
ہر دم مری آنکھوں میں طیبہ کا نظارہ ہو

یادِ سرور میں سحر کرنے کو جی چاہتا ہے
رات رو رو کے بسر کرنے کو جی چاہتا ہے

عُمر طیبہ میں بسر کرنے کو جی چاہتا ہے
ان کے ٹکڑوں پہ گزر کرنے کو جی چاہتا ہے

ان کے اک ایک محاسن کو اجاگر کر کے
مدحتِ خیرِ بشر کرنے کو جی چاہتا ہے

باادب سامنے آقا کے درود اور سلام
پیش با دیدۂ تر کرنے کو جی چاہتا ہے

جب بھی جاتا ہوں میں کعبے کی زیارت کے لئے
شہرِ طیبہ کا سفر کرنے کو جی چاہتا ہے

جس طرف گنبدِ خضرا کے حسیں جلوے ہیں
صرف اس سمت نظر کرنے کو جی چاہتا ہے

پھر مدینے سے ہوا آئی مرے کمرے میں
پھر مدینے کا سفر کرنے کو جی چاہتا ہے

شام تنہائی ہو اور ہجرِ شہِ والا ہیں
اپنے اشکوں کو گہر کرنے کو جی چاہتا ہے

دیکھ لیتا ہوں میں قرآن کے صفحات اجملؔ
مدحِ سرکار اگر کرنے کو جی چاہتا ہے

بصد شوق کرتے سفر آ گئے
شہِ دیں کی دہلیز پر آ گئے

سعادت حضوری کی حاصل ہوئی
غلام اپنے آقا کے گھر آ گئے

جو منظر نگاہوں کا فردوس ہے
وہ پُر کیف منظر نظر آ گئے

جہاں اہلِ دنیا کے جھکتے ہیں سر
جھکائے وہاں اپنا سر آ گئے

جہاں بوئے سرکار ہے سر بسر
وہی سامنے رہ گزر آ گئے

سنانے شہِ دیں کو رودادِ غم
سوالی لئے چشمِ تر آ گئے

لٹانے کو آقا کی دہلیز پر
جو آنسو تھے بن کر گہر آ گئے

کرم ہم پہ سرکارِ والا کا ہے
قریب ان کے ہم اس قدر آگئے

بصارت کی معراج اجملؔ ہوئی
جو طیبہ کے منظر نظر آگئے

میں بندہ اور آقا آپ
میں سائل اور داتا آپ

میں ذرّہ اور صحرا آپ
میں اک قطرہ دریا آپ

نائبِ رب، محبوبِ خدا
رب جانے ہیں کیا کیا آپ

بے سایہ ہیں پھر بھی کریں
دونوں جہاں پر سایہ آپ

اور بھلا کوئی کیا دے گا
دیتے رہے ہیں جتنا آپ

علم مرا ناقص، محدود
علم و فضل میں یکتا آپ

آپ سے قائم میرا بھرم
ہر دم میرا بھروسہ آپ

میں سر تا پا غرقِ گناہ
اور اک لطف سراپا آپ

میں کہ تہی دامن تسلیم
میرا کُل سرمایہ آپ

میرے گناہوں پر ڈالیں
محشر کے دن پردہ آپ

آپ کا در سراجمل کا
بے قابو ہے اپنا آپ

کفر کی تیرہ ہوا اپنی جگہ
دین کا روشن دیا اپنی جگہ

بربریت کی فضا اپنی جگہ
رحمتوں کا سلسلہ اپنی جگہ

تتلیوں کی قبر جلتا ریگزار
اور اماں کا راستہ اپنی جگہ

گلستاں میں سرد مہری کا عتاب
خوشبوؤں کا رابطہ اپنی جگہ

رہزنوں کی بھیڑ خوفِ کارواں
منزلوں کا رہنما اپنی جگہ

کوچۂ طائف میں مانندِ گلاب
معرکہ وہ بدر کا اپنی جگہ

دہر میں حرص و ہوس کم مائیگی
صاحبِ جود و سخا اپنی جگہ

عاشقوں کی ایک فہرستِ طویل
اور بلالِؓ مصطفیٰؐ اپنی جگہ

ہم بہر لمحہ گناہوں کے اسیر
اور وہ مصروفِ دعا اپنی جگہ

انبیائے نفسی نفسی بے اماں
شافعِ روزِ جزا اپنی جگہ

یوں تو ہیں مداحِ سرور بیشمار
اجملؔ شیریں نوا اپنی جگہ

ثنائے سیدِ ابرار لاریب
بشر سے؟ ہے بہت دشوار لاریب

وہی ہے خلد کا حقدار لاریب
ہے جس کے دل میں ان سے پیار لاریب

مقدر اپنا ہو بیدار لاریب
جو ہو سرکار کا دیدار لاریب

کریں چشمِ کرم اک بار آقا
ہو بحرِ غم سے بیڑا پار لاریب

ہے صناعِ ازل بھی جس پہ نازاں
وہ ہے کونین کا شہکار لاریب

ادھر واللیل ادھر والفجر، روشن
یہ ہے زلف اور وہ رخسار لاریب

سوا فردوس کے باغات سے ہے
مرے سرکار کا دربار لاریب

جھکائے سر فرشتے بھی کھڑے ہیں
بہ پیشِ روضۂ سرکار لاریب

نصیب اپنا یقیناً اوج پر ہے
کہ حاضر ہوں سرِ دربار لاریب

کھڑا ہوں آبدیدہ سر خمیدہ
عقیدت کا ہے یہ اظہار لاریب

شہِ دیں کی عنایت ہے یہ اجملؔ
ہوئے ہیں نعت کے اشعار لاریب

ہزار رحمت کے ساتھ اُترے
جو وادیٔ جاں میں نعت اُترے

انہیں سے رونق ہے زندگی میں
وہ بن کے روحِ حیات اُترے

جب ان کی ہستی کو سوچتا ہوں
تصورِ کائنات اُترے

ظلالتوں کا جو دور آیا
حضور بن کر نجات اُترے

حضور رحمت ہیں دو جہاں کی
نبی جمیع الصّفات اُترے

وہ نطق وحیِ خدا ہے بیشک
کہ دل پہ اک ایک بات اُترے

ہوں نظم اشعار مدحتوں کے
تو رحمتوں کی برات اُترے

وہ لائیں تشریف خواب میں بھی
کوئی تو ایسی بھی رات اُترے

فرشتے اجملؔ فلک سے لے کر
سلام اُترے صلوٰۃ اُترے

نظر کو بھائی، سنہری جالی
دلوں پہ چھائی سنہری جالی

نظر کی معراج واقعی ہو
جو دے دکھائی سنہری جالی

نہ کوئی شک ہے سرِ فلک ہے
تری بڑائی سنہری جالی

ہر ایک منگتا ہر ایک سائل
ترا فدائی سنہری جالی

تری زیارت تری رفاقت
مری کمائی سنہری جالی

سکون چھینے، نہ چین بخشے
تری جدائی سنہری جالی

ہر ایک چومے ہر ایک چھو لے
جو دے رسائی سنہری جالی

ہے کیف آور ہے روح پرور
سجی سجائی سنہری جالی

ہر ایک زائر فدا ہوا ہے
نظر جو آئی سنہری جالی

چمک اٹھا عالمِ تصوّر
جو جھلملائی سنہری جالی

ہر اک نظر کو دے نورِ اجمل
یہ دل ربائی سنہری جالی

بلا کے دُور سے نزدیک یارسول اللہ
کرم کی مجھ کو ملے بھیک یارسول اللہ

حضور آپ ہیں ساقئ کوثر و تسنیم
ہے خلد آپ کی تملیک یارسول اللہ

نگاہِ لطف سے لِلّٰہ جگمگا دیجئے
رہِ حیات ہے تاریک یارسول اللہ

کرم ہے آپ کا اللہ کی عنایت ہے
ملی ہے مدح کی تحریک یارسول اللہ

بروزِ حشر غلاموں کی لاج رکھ لیجئے
وہاں نہ ان کی ہو تضحیک یارسول اللہ

مدد سے آپ کی بے خوف پار اترنا ہے
جو پُل ہے بال سے باریک یارسول اللہ

قبول کیجئے اجملؔ کی یہ ثنا خوانی
ہو اس کا طرزِ عمل ٹھیک یارسول اللہ

تری باتوں میں گہرائی ملی ہے
ترے جذبوں میں گیرائی ملی ہے

ترے جلوؤں میں آنکھیں کھو گئی تھیں
تجھے دیکھا تو بینائی ملی ہے

ترا دستِ شفا ! اللہ اکبر
کہ شرمندہ مسیحائی ملی ہے

تری چوکھٹ سے جو مقبول لوٹا
اسے ہر جا پزیرائی ملی ہے

خدا ہی جانتا ہے تیرے در کی
گدائی میں جو دارائی ملی ہے

ہے منظر تیرے در کا خلد منظر
اسے جنّت کی رعنائی ملی ہے

ہے ان ہاتھوں کا یہ اعجاز اجملؔ
کہ پتھر کو بھی گویائی ملی ہے

مرے لئے ہے بڑی سعادت یہ مجھ کو حاصل شرف ہوا ہے
خدا کا ہے شکر مجھ سے عاجز کو نعت کا جو شغف ہوا ہے

متاعِ ایماں ہے یاد ان کی اساسِ ایماں ہے عشق ان کا
گرا جو یادِ نبی میں آنسو گہر بنا ہے صدف ہوا ہے

نقوشِ پائے نبی کے قرباں یہی تو ہیں معرفت بداماں
ہر ایک ذرّہ رہِ نبی کا مثالِ دُرِّ نجف ہوا ہے

نہ فکرِ عقبیٰ نہ خوفِ محشر نبی ہیں حامی نبی ہیں یاور
وہ ابرِ رحمت جو سایہ افگن ہر اک جگہ ہر طرف ہوا ہے

پھرا جو آقا کے راستوں سے ہوا وہ محروم رحمتوں سے
صفِ غلامی سے وہ منافق نکل گیا بر طرف ہوا ہے

حضور! مجھ پر ہو چشم رحمت کریں کرم سے مری حفاظت
کہ تیکھے لفظوں سے دشمنوں کے یہ میرا پیکر ہدف ہوا ہے

فرشتے عرشِ بریں کے آئے درِ محمدؐ پہ سر جھکائے
جو آنکھ والے ہیں ان کو اجمل مشاہدہ صف بہ صف ہوا ہے

درِ نبی سے جو فرقتوں پر ملال کرتی ہیں میری آنکھیں
تو رو کے آقا سے قربتوں کا سوال کرتی ہیں میری آنکھیں

یوں آہ و زاری تڑپ کے مثلِ بلالؓ کرتی ہیں میری آنکھیں
خدا سے ہر ایک پل دعائے وصال کرتی ہیں میری آنکھیں

یہ دیکھتی ہیں تو دیکھتی ہیں حضورِ والا کے در کا جلوہ
خیال کرتی ہیں تو نبی کا خیال کرتی ہیں میری آنکھیں

ابھی یہاں تھیں ابھی وہاں ہیں خدا ہی جانے کہاں کہاں ہیں
یہ بند پلکوں سے دیکھتی ہیں کمال کرتی ہیں میری آنکھیں

رخِ محمدؐ پہ شیفتہ ہیں درِ نبی پر فریفتہ ہیں
حیات کا دیدنی کو ان کی مآل کرتی ہیں میری آنکھیں

ترس رہی ہیں برس رہی ہیں یہ رو رہی ہیں کہ ہنس رہی ہیں
ہو کوئی عالم حضور سے عرضِ حال کرتی ہیں میری آنکھیں

ہر ایک لمحہ ہو رات یا دن، ثنائے آقا بیں ہیں معادن
یوں مدحتِ مصطفیٰؐ سے اجمل نہال کرتی ہیں میری آنکھیں

کرم کا پھر ہو اشارہ دعائیں مانگتے ہیں
ہیں بے سہارے سہارا دعائیں مانگتے ہیں

ہمیشہ منظرِ طیبہ نگاہ و دل میں رہے
نظر نوازنظارا دعائیں مانگتے ہیں

وہ جس کے نقش درخشاں ہیں عرشِ اعظم پر
اسی قدم کا اتارا دعائیں مانگتے ہیں

حضور! آپ کے روضے پہ جبہ سائی ہو
ہو اونچا بخت کا تارا دعائیں مانگتے ہیں

حضور! آپ ہیں آقا غلام ہیں ہم لوگ
ملے جو حق ہے ہمارا دعائیں مانگتے ہیں

شرف جو خواب میں بخشا تھا دید کا آقا!
ملے شرف وہ دوبارہ دعائیں مانگتے ہیں

متاعِ زیست ہے اک ایک پل حضوری کا
قیامِ شہرِ دلارا دعائیں مانگتے ہیں

انہیں کے ٹکڑوں پہ یہ زندگی گزر جائے
تمام عمر گزارا دعائیں مانگتے ہیں

عطا ہو صبر کہ اجمل سہیں فراق کا غم
حضور! ضبط کا یارا دعائیں مانگتے ہیں

عنایتوں کا خزینہ دعائیں مانگتے ہیں
قیامِ شہرِ مدینہ دعائیں مانگتے ہیں

خدا بھی راضی ہو جس سے رسول بھی راضی
وہی ادا وہ قرینہ دعائیں مانگتے ہیں

خدا کے قرب کی منزل ہمیں میسّر ہو
کہ معرفت کا وہ زینہ دعائیں مانگتے ہیں

نبی کے حکم پہ مٹنے میں ہے حیات دوام
انہیں کے واسطے جینا دعائیں مانگتے ہیں

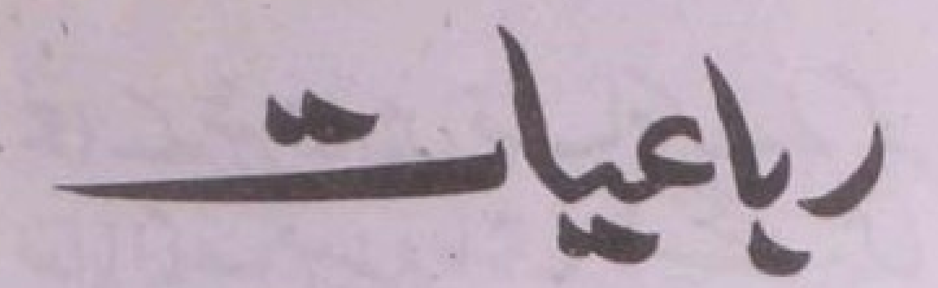
پھنسے ہوئے ہیں جو منجدھار میں مسائل کے
ہو ساحلوں پہ سفینہ دعائیں مانگتے ہیں

نبی کے حکم پہ بے لوث ایک کرنے کو
ہم اپنا خون پسینہ دعائیں مانگتے ہیں

محبتیں ہوں، وفا ہو، خلوص والفت ہو
دلوں سے دور ہو کینہ دعائیں مانگتے ہیں

نبی کے شہرِ ارم میں قیام کرنے کو
خدایا ایک مہینہ دعائیں مانگتے ہیں

خدا کا خوف ہو اجمل نبی کا عشق بھی ہو
وہ قلب اور وہ سینہ دعائیں مانگتے ہیں



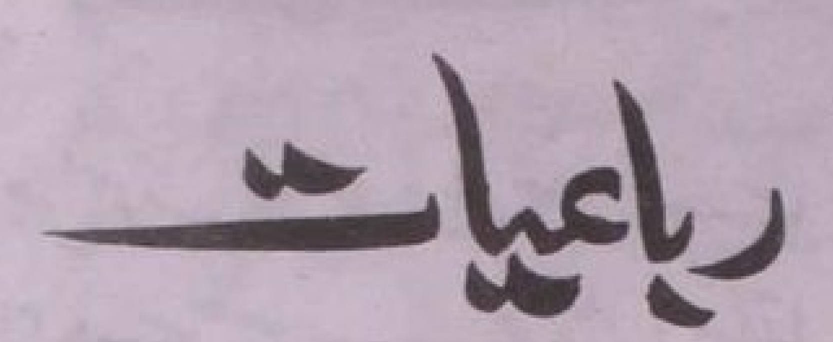
رباعیات

جس دل پہ عقیدت کے ہوں بادل چھائے
جس قلب میں الفت کے ہوں پھیلے سائے
جس آنکھ میں ہو روضۂ سرکار کا عکس
رضواں تری جنت اسے کیسے بھائے؟

بیدار ہیں دل اور نظر کیا کہنا
توصیفِ محمدؐ کا اثر کیا کہنا
لکھے جو کبھی مدحِ نبی میں اشعار
تابندہ ہوئے مثلِ گہر کیا کہنا

میرے لئے سامانِ بصیرت اترا
یا تحفۂ اکرام و عقیدت اترا
جب بھی مرے ہونٹوں پہ رہا ذکرِ حبیب
افلاک سے اک سیلِ عنایت اترا

ہے شوق کا آنکھوں میں سمندر روشن
طیبہ کی بہار دل کا ہے منظر روشن
شہرِ شہِ کونین کی توصیف ہو کیا
ہے نور سے جس ذات کے ہر گھر روشن



رباعیات

رحمت کے طلبگار ہیں کیا کہنا ہے
مانا کہ گنہ گار ہیں کیا کہنا ہے
محشر کی ہمیں فکر نہ دوزخ کا خوف
وابستۂ سرکار ہیں کیا کہنا ہے

سرکارِ دوعالم کی اطاعت کرلو
مخصوص شہِ دیں کی شفاعت کرلو
ہو دیکھنی گر تم کو بہارِ جنّت
سرکار کے روضے کی زیارت کرلو

دنیائے عقیدت کو بسائے رکھئے
جلووں کو نگاہوں میں سجائے رکھئے
مل جائے جو خاکِ درِ سرکار کہیں
سُرمہ اسے آنکھوں کا بنائے رکھئے

قطعات

جس کو سرکار سے نہیں نسبت
اس سے منسوب ہو نہیں سکتا
جو نہ محبوب ہو شہِ دیں کا
مجھ کو محبوب ہو نہیں سکتا

راہِ حق کا پتہ نہیں ملتا
جب درِ مصطفٰے نہیں ملتا
یہ بتایا ہے مصطفٰے نے ہمیں
بے وسیلہ خدا نہیں ملتا

جنّت تو کیا ہے خوشبوئے جنّت نہ مل سکی
جس کو شہِ مدینہ کی الفت نہ مل سکی
بے شک رسولِ پاک کے رستے کو چھوڑ کر
ہرگز کسی کو راہِ ہدایت نہ مل سکی

یہ تمنّا ہے دل کی پوری کر
ختم طیبہ سے میری دوری کر
دور آقا سے رہ نہیں سکتا
مجھ کو یارب عطا حضوری کر

آپ کی ذات آپ کی ہستی
رحمتِ عالمین کہلائے
آپ ٹھہرے امام نبیوں کے
سید المرسلین کہلائے

یہ ہے توقیر مصطفائی بھی
یعنی انعامِ کبریائی بھی
نظم، کون ومکاں ہیں آپ کا ہے
ہے خدا آپ کا، خدائی بھی

بد نصیبوں کو خوش نصیب کیا
ہم پہ یا رب! کرم عجیب کیا
منسلک تھے گناہ سے ہم لوگ
ہم کو وابستۂ حبیب کیا



دلوں میں عشقِ پیمبر اجال دے اللہ
غمِ اویسؒ دے، جذبِ بلالؓ دے اللہ

مری سرشت ترے مصطفیٰ کی سنت ہو
مرے خیال کو حسنِ خیال دے اللہ

یہ بے حسی کہ حقائق سے چشم پوشی ہے
دلوں میں غم دے تڑپ دے ملال دے اللہ

زبوں حالی پہ ماضی ہمارا شرمندہ
ہمیں دوبارہ وہ ماضی سا حال دے اللہ

تجھی سے مانگے تجھی سے طلب کرے اجملؔ
ضرورتوں کو وہ دستِ سوال دے اللہ

مجھے یہ کہنے میں کوئی باک نہیں کہ اجملؔ نقشبندی نے دورِ حاضر کے ہوس پرستانہ خیالات، سوقیانہ جذبات مبتذل مضامین تصنع تکلّف اور ظاہر داری سے دامن بچاتے ہوئے اپنی شاعری کی اساس صاف ستھرے منزّہ خیالات، سچّے اور فطری جذبات اور قلبی واردات کے پر خلوص اظہار پر رکھی ہے۔ ان کا خمیر مدحتِ رسول کی تطہیر اور طہارت قلب کی تفسیر سے معنون ہے اور ان کا کلام سادگی وسلاست کی پر کیف فضابندی کا ایک ایسا منظر نامہ پیش کرتا ہے جو ان کی شناخت بھی ہے اور انہیں دیگر کئی ہم عصر شعرا میں درجہ امتیاز بھی عطا کرتا ہے۔

اڑیسہ کی سنگلاخ سر زمین میں شعر وادب کی جو شاخِ نہالِ غم انگلیاں فگار کر کے لگائی گئی تھی وہ رفتہ رفتہ اس قدر سر سبز وشاداب ہوئی کہ نشاط انگیز طربیہ ماحول کے باوجود اکثر وبیشتر اس کے سائے میں تصوف کی شمعیں فروزاں رہیں اور اسی تصوف کے زیر اثر عشق رسول کے جذبے کی فراوانی نے اجملؔ کے کلام میں حلاوت وذکاوت کے ساتھ سوز وگداز، عظمت ورفعت اور عرفان وآگہی کی راہیں ہموار کردی ہیں......

حفیظ اللہ نیولپوری

۹۸/۴/۲۰